:\Users\Rashid\Desktop\3 copy.jpg not found.

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی
■ نظام الاوقات پنجگانہ............
■ ٹریفک کا نظام؛ تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں
■ آزادیٔ ہند میں مسلمانوں کا کردار
■ سماج کے مظلوم طبقات کی گرفتاری......
■ اخبار جہاں، طب وصحت ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 3 مورخہ ۲۷؍ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۵؍جنوری ۲۰۱۸ء روز سوموار

بین السطور

کِم جونگ اُن

شمالی کوریا کے تاناشاہ کم جونگ ان نے جوہری ہتھیاروں کے استعمال کی دھمکی دے دے کر امریکہ، جاپان، خصوصا ڈونالڈ ٹرمپ کی نیند حرام کر رکھی ہے، امریکہ جو اپنے کو دنیا کا ''دادا'' سمجھتا ہے اور دھمکیاں دیتا رہتا ہے، کم جونگ ان کے بیانات سے پریشان ہے اور صدر ٹرمپ کو اس نے ذہنی مریض بنا دیا ہے، کم جونگ ان ایک بیان داغتا ہے اور وہ جوہری ہتھیار کی طرح ڈونالڈ ٹرمپ کو لگتا ہے، ٹرمپ اس بیان کو اس قدر سنجیدگی سے لیتے ہیں کہ دوسرا بیان داغنا ضروری ہو جاتا ہے، اس طرح شمالی کوریا اور امریکہ کے درمیان زبانی جنگ شباب پر ہے، دونوں ایک دوسرے کے لیے جوہری بٹن دبانے اور وسیع پیمانے پر تباہی مچانے کا اعلان کر رہے ہیں، دوسری طرف سی آئی اے سمیت امریکہ کی مختلف ایجنسیاں کم جونگ ان کو اس کے گھر میں زہر دے کر مارنے کے منصوبے بنا رہی ہیں، کم جونگ ان کی حفاظت کی باگ ڈور اس کی بہن نے لے رکھی ہے اور حفاظتی حصار کو مزید مضبوط کر دیا گیا ہے۔

شمالی کوریا ایک چھوٹا سا ملک ہے، امریکہ سے اس کا کوئی مقابلہ کسی اعتبار سے نہیں ہے، امریکہ اور جاپان نے مل کر اس ملک کو دو ٹکڑے شمال وجنوب میں بانٹ دیا تھا، اس لیے کم جونگ ان امریکہ اور جاپان دونوں کو ڈرا رہا ہے اور وہ جس ذہنیت کا آدمی ہے اس سے بعید نہیں کہ بدلہ لینے کے لیے حقیقتاً وہ جوہری جنگ چھیڑ دے، کیوں کہ وہ ایک سر پھرا حکمراں ہے، اس نے محافظ دستے کے ذمہ دار کو توپ سے اڑا دیا تھا کیوں کہ وہ تقریب میں سو رہا تھا، اپنے چچا کو ایک سو بیس خونخوار کتوں کے آگے ڈال دیا جس نے اس کو بوٹی بوٹی کر دیا، ۲۸؍دسمبر ۲۰۱۱ء سے وہ ایک تاناشاہ کے طور پر کام کر رہا ہے، اور اس نے اس کا باضابطہ اعلان کر رکھا ہے، وہ ورکر پارٹی کا چیرمین ہے، اور ملک کی ساری طاقت اس کے ہاتھ میں ہے۔

اس کام سے اگر کوئی ملک اسے روک سکتا ہے تو وہ چین ہے، اس لیے کہ شمالی کوریا کی اقتصادیات کو چین نے سنبھال رکھا ہے، کہنے کے لیے روس بھی اس سے تجارتی رشتے رکھے ہوا ہے، لیکن یہ علامتی ہے۔ ۲۰۱۲ء میں شمالی کوریا نے چین کو ۸ء۵۷ فی صد اشیا اکسپورٹ اور ۵؍ارب ۴ء۶۷ فی صد ارب امریکی ڈالر کی اشیاء امپورٹ کی تھیں، جبکہ روس سے صرف ۶۵ء۵ ہی اشیاء اس نے امپورٹ کیا تھا، ۲۰۱۲ء میں شمالی کوریا کی آبادی دو کروڑ تینتالیس لاکھ لوگوں پر مشتمل تھی، ۲۰۱۶ء میں اس کی مجموعی گھریلو پیداوار ۵ء۲۸ ارب ڈالر تھی، گھریلو پیداوار کے اعتبار سے وہ دنیا میں ۱۲۵ویں نمبر پر تھا، اور مساوی خرید کی بنیاد پر اس کا نمبر ۹۶ تھا، یہاں کے لوگوں کی آمدنی فی کس ۲۰۱۶ء میں ۱۳۰۰ امریکی ڈالر تھی، ۲۰۱۴ء کے اعداد وشمار دیکھیں تو معدنیات اور کارخانوں سے ۴ء۳۴، سروس سے ۳ء۳۱، زراعت اور ماہی گیری سے ۸ء۲۱، تعمیرات سے ۲ء۸ اور دیگر شعبوں سے ۳ء۴ فی صد لوگ وابستہ تھے، شمالی کوریا ایسا ملک ہے جہاں آمد وخرچ کا تناسب برابر ہے، ۳؍ارب آمد اور ۳؍ارب امریکی ڈالر خرچ، ۲۰۱۱ء میں یہ ملک ۲۰؍ارب امریکی ڈالر کا مقروض تھا، لیکن اب صورت حال آمد وخرچ کے اعتبار سے مساوی اور متوازن ہے۔

اس کے باوجود امریکہ کے سامنے اس کا بہت دیر تک ٹکنا آسان نہیں ہے، اسی وجہ سے شمالی کوریا نے جنوبی کوریا کی طرف اولمپک کھیل کے حوالہ سے بات چیت کا دروازہ کھولنے پر رضامندی ظاہر کی ہے، ایک بار بات چیت کی میز پر یہ دنوں آگیے تو کھیل سے آگے کے معاملات پر بھی گفت وشنید ہو سکتی ہے، امریکہ کی پریشانی یہ ہے کہ اس نے اب تک جتنے مسلم ممالک اور قائدین کو برباد کیا ہے، ان کا تعلق ایسے ممالک سے تھا، جس کے پاس جوہری ہتھیار نہیں تھے، اس لیے ان کو برباد کرنے میں امریکہ کو زیادہ جدوجہد نہیں کرنی پڑی، اور دنیا نے امریکہ کے جھوٹ کا ساتھ دیا، اس بار معاملہ مختلف ہے کہ کم جونگ اُن کے پاس جوہری ہتھیار بھی ہے اور وہ تاناشاہ بھی ہے، کوریا کی تقسیم میں امریکہ اور جاپان کے کردار کو شمالی کوریا بھول نہیں سکا ہے، اسے اپنی تباہی کی بھی کچھ زیادہ فکر نہیں ہے، اس لیے کہ کم جونگ اُن ایک سخت دل حکمراں ہے اس کے لیے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں کو قتل کرنا، کتے کے آگے ڈال دینا (سولی چڑھا دینا) معمولی بات ہے، ایسے سخت دل لوگ کسی بھی سطح تک بھی جا سکتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۱؍پر)

یوپی کے یوگی

یوپی کی یوگی حکومت مرکز کی مودی حکومت سے مسلم مخالف فیصلے لینے اور کرنے میں آگے بڑھنا چاہتی ہے، تاکہ وہ فرقہ پرست تنظیموں اور آر ایس ایس کی منظور نظر بن جائے، اور ریاست سے مرکز تک پہونچنے کا خواب حقیقت کا روپ دھارن کر سکے، اس کے لیے پہلا فرمان مدارس اسلامیہ کے لیے یوگی جی نے جاری کیا کہ مدارس والے اپنی معلومات ویب پورٹل پر اپ لوڈ کریں، مدارس کے ذمہ داران بھی اپنے طرز پر جینے کے عادی ہیں، اس لیے اپ لوڈ کرنے کی تاریخ میں توسیع کے باوجود اس کام کو کر کے نہیں دیا؛ ممکن ہے ان کے اپنے تحفظات ہوں، مگر حکومت کے اس فیصلے کی ان دیکھی کے نتیجے میں آٹھ سو چھتیس مدارس کا مستقبل تاریک ہوتا نظر آتا ہے، اس کوتاہی کے نتیجے میں وہاں کے طلبہ وطالبات کو عربک پرشین بورڈ الٰہ آباد (مدرسہ بورڈ) کے منشی، مولوی، عالم، کامل اور فاضل کے امتحان دینے سے روکا جا سکتا ہے۔

اتر پردیش میں حکومت سے منظور شدہ مدارس کی تعداد ۱۹۱۴۳ ہے، حکومت سے امداد صرف پانچ سو ساٹھ مدارس کو ملتی ہے، ڈاٹا اپ لوڈ کرنے کا حکم منظور شدہ سبھی مدارس کے لیے تھا، ۱۶۴۶۱ مدارس نے ہی اس حکم کو تسلیم کیا، ۲۶۸۲ مدارس کی تفصیلات اپ لوڈ نہیں ہوئیں، جن میں عالیہ سطح کے ۸۳۶ غیر امداد یافتہ مدارس بھی شامل ہیں، جب کہ عالیہ سطح کے منظور شدہ مدارس کی تعداد وہاں ۴۵۳۶ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ۳۷۰۰ نے ہی ان میں سے ڈاٹا آن لائن اپ لوڈ کیا ہے۔ خبر ہے کہ وزیر تعلیم نے ایک بار پھر ڈاٹا فراہم کرنے کی تاریخ میں توسیع کر دی ہے اور کہا ہے کہ مدارس کو سہولیات فراہم کرنے کے لیے حکومت کے پاس تفصیلات کا ہونا ضروری ہے، اس کا مطلب ہے کہ حکومت کی نیت صاف ہے، اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ ہمیں تو کچھ دال میں کالا ہی نظر آتا ہے، اور اس کو تقویت اس فرمان سے ملتی ہے جس میں مدارس کو حب الوطنی کے ثبوت کے طور پر ۲۶؍جنوری اور ۱۵؍اگست کے پروگرام کی ڈیڈیوگرافی کر کے بھیجنے کو کہا گیا تھا۔

مدارس والوں کو پریشان کرنے کے لیے یوگی حکومت نے ایک دوسرا فرمان یہ جاری کیا ہے کہ مدارس اسلامیہ میں بھی دوسرے مذاہب کے تہواروں کے موقع سے چھٹی دی جائے گی، اس کے لیے مدارس کی معمولات والی تعطیلات میں کٹوتی کرنے نئے سال کے لیے فرصت کی فہرست سازی کی گئی ہے، اور ۹۲ سے گھٹا کر ۸۶ کر دیا گیا ہے، اس کی وجہ سے رمضان، عید، بقرعید کی چھٹیاں کم ہو گئی ہیں اور درگا پوجا، دیوالی، ہولی پر مدارس بند رکھنے کا فرمان جاری کیا گیا ہے، ایسا کسی دوسری ریاست میں نہیں ہے، یوگی حکومت کی مسلم مخالفت کا یہی حال رہا تو ممکن ہے آسام کی طرح جمعہ کی چھٹی منسوخ کر کے اتوار کو تعطیل کا دن نہ قرار دے دیا جائے، حالاں کہ اتوار بھی ہندو تو کے لیے کوئی ''شبھ'' دن تو ہے نہیں، اس فرمان پر مدارس والوں نے احتجاج درج کرایا تو اعلان آیا ہے کہ چھٹیاں کم نہیں کی گئی ہیں، بڑھا دی گئی ہیں، لیکن اس بڑھانے کے نتیجے میں تعلیم وتدریس کے ایام مزید کم ہو جائیں گے، اور طلبہ کا سخت تعلیمی نقصان ہوگا، جو پہلے ہی اساتذہ کے غیر تدریسی کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے نصابی تعلیم کی تکمیل میں رکاوٹ کا سبب رہا ہے۔

تیسرا فرمان عدالت کے حکم کی روشنی میں مذہبی مقامات پر لاؤڈ اسپیکر لگانے سے متعلق آیا ہے، ۱۵؍جنوری ۲۰۱۸ء تک مائیک کے استعمال کے لیے قریبی تھانے کے توسط سے ڈی ایم سے اجازت لے لینی ہے، ورنہ مذہبی مقامات سے لاؤڈ اسپیکر ہٹائے جائیں گے، ظاہر ہے اس قانون کا اثر دوسرے مذاہب پر تو ہونے سے رہا، وہ مثل مشہور ہے کہ ''سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کا ہے کا'' ان کے لیے تو یہی معاملہ ہوگا، رہ گیے مسلمان تو اس حکم کا اطلاق اس سختی سے مسلمانوں پر ہوگا، کہ مسجد کے منارے مائیک سے خالی ہو جائیں گے اور یہ سب صوتی آلودگی کے نام پر کیا جائے گا، معاملہ چوں کہ عدالتی حکم سے جڑا ہوا ہے، اس لیے مسلمانوں کو فوری طور پر اجازت کے حصول کے لیے سرگرم ہونا چاہیے، سستی کے نتیجے میں محلّہ کے لوگ اذان کی آواز سننے کے لیے ترس جائیں گے، دوسری اقلیتوں کو بھی فوری طور پر اس کام کے لیے تگ ودو شروع کرنی چاہیے، تاکہ بعد میں ان کے لیے مسائل نہ کھڑے ہوں، یہ توقع کرنا کہ یوگی جی کا یہ فرمان آخری ہے، بیوقوفوں کی دنیا میں رہنے کے مترادف ہوگا، (بقیہ صفحہ ۱۱؍پر)

جد وجہد

''دنیا میں بغیر طلب کے کبھی کوئی چیز نہیں ملا کرتی، جہد وکوشش ہر غرض کے حصول کے لیے ضروری ہے اور پھر یہی کوشش جس قدر موزوں اور مناسب طریقے پر کی جائے گی اسی قدر جلد اور بہتر نتائج مرتب ہوں گے، بغیر طلب کے بچے کو بھی دودھ نہیں ملتا، ماں اسے اسی وقت دودھ پلاتی ہے، جب وہ مانگتا ہے، اور روتا ہے، یہی حال دنیا میں سیاسی حقوق کا بھی ہے، کمزور اور محکوم قوموں کو بھی ان کے حقوق اس وقت تک ہرگز نہیں ملتے، جب تک وہ اس کے لیے جدوجہد نہ کریں۔

(مولانا محمد علی جوہرؒ)

بلا تبصرہ

''جب کسی کے جذبات مجروح ہوتے ہیں تو وہ اچھے بُرے کی پہچان کیے بنا ہی تشدد پر آمادہ ہو جاتا ہے، جس کا بُرا نتیجہ کئی بار سماج ودیش کو بھی بھگتنا پڑ جاتا ہے، ہمارے ملک کی سیاست کی سطح اس حد تک گر چکی ہے کہ کسی بھی مسئلے یا تناؤ کے حل کرنے، کروانے کے بجائے کچھ خود غرض نیتا جلتی آگ میں گھی ڈالنے کا کام کرتے ہیں، عوام کو ایسے نیتا سے ہوشیار رہنا چاہیے، ہندوستان کی ہر ریاست میں امن ہوگا تبھی ہندوستان ترقی کی شاہ راہ پر تیز دوڑ پائے گا اور ہر ہندوستانی کی زندگی خوش حال بنے گی۔''

(راجیش کمار چوہان ہندوستان ۱۰؍جنوری ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

عیب نہ ٹٹولو:

﴿اے ایمان والو! بہت سارے گمانوں سے بچو؛ کیوں کہ بعض گمان (یعنی بدگمانی) گناہ ہوتے ہیں اور ٹوہ میں نہ پڑا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو؛ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات اچھی لگے گی کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تم نفرت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والے اور بڑے مہربان ہیں﴾ (سورۂ حجرات:۱۲)

مطلب: اسلام انسانی معاشرہ کو صاف ستھرا اور پاکیزہ معاشرہ بنانا چاہتا ہے؛ تاکہ لوگ آپس میں الفت ومحبت اور پُرسکون زندگی گذار سکیں اور معاشرہ میں اتحاد واتفاق کی فضا قائم رہے، دروغ گوئی، دھوکہ دھری وبے ایمانی سے سماجی زندگی کے تانے بانے بکھرتے ہیں، آپس کے تعلقات بگڑتے ہیں؛ اس لیے قرآن مجید نے ان رذائل سے بچنے کی تاکید کی، اسی طرح بدگمانی کرنے، لوگوں کا عیب ٹٹولنے، حسد کرنے اور غیبت وچغل خوری کرنے سے بھی روکا گیا، اس سے انسانی سماج میں انتشار وتفرقہ اور دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے؛ اس لیے فرمایا گیا ہے کہ بدگمانی سے بچو اور ہر سنی سنائی باتوں کو بغیر تحقیق کے نقل نہ کرو، ممکن ہے کہ نقل کرنے میں غلطی ہو جائے اور جس کے سامنے بات نقل کی جائے، اس کے ذہن میں دوسرے کے متعلق ایک خلش پیدا ہو جائے اور بات بدگمانی تک پہونچ جائے؛ اس لیے اس طرح کی باتیں کرنے سے منع کیا گیا، اسی طرح لوگوں کا عیب ٹٹولنے کی کوشش نہ کرو، کیوں کہ دوسروں کی غلطیاں تلاش کرنا، یا ان کی کمزوریوں کو ڈھونڈنا ایمان کے منافی عمل ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جو کسی مسلمان کی کمزوریوں کو تلاش کرتا ہے، اللہ اس کی کمزوریوں کو تلاش کرتے ہیں اور اس کو اس کے گھر میں رسوا کر دیتے ہیں۔ بخاری شریف کی ایک حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بدگمانی سے بچتے رہو، بدگمانی سخت جھوٹ ہے اور کسی کی ٹوہ میں نہ پڑو، کسی کا عیب نہ ٹٹولو، حسد نہ کرو، بغض اور دشمنی چھوڑو، ایک دوسرے سے ملنا جلنا بند نہ کرو، اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی کی طرح میل ملاپ اور محبت سے رہو۔ مذکورہ حدیث میں کسی کی غیبت کرنے سے منع کیا گیا، غیبت سے مراد یہ ہے کہ جس شخص میں کوئی جسمانی یا اخلاقی عیب اور ایسی بات ہو جس کا ظاہر ہونا اسے پسند نہ ہو، اس کا دوسروں سے ذکر کیا جائے، یہ بھی گناہ ہے، اس کی شناعت اور برائی اس مثال سے واضح ہے کہ جو اللہ نے اس آیت میں بیان فرمائی ہے کہ یہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کی طرح ہے کہ جس طرح مردہ کو اس بات کی خبر نہیں ہوتی کہ کون اس کا گوشت کھا رہا ہے، اسی طرح جس شخص کی غیبت کی جاتی ہے، اسے معلوم نہیں کہ اس کے بارے میں کیا کہا جا رہا ہے، ہاں کسی شخص کے ظلم وضرر سے بچانے کے لیے اس کے ظلم کے خلاف فریاد کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن تفریح طبع کے لیے غیبت کرنا گناہ ہے، افسوس یہ ہے کہ آج کل یہ مرض عام ہوتا جا رہا ہے، اس سے مسلمانوں کو پرہیز کرنا چاہئے۔

ناپسندیدہ عمل:

{محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں: وہ بخل جس کی پیروی کی جائے، وہ خواہش جس کی اتباع کی جائے اور آدمی کا خود پسندی میں مبتلا ہونا} (ترمذی شریف)

وضاحت: اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی کچھ روحانی بیماریوں سے ڈرنے اور امت کو اس سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ بیماریاں ہلاک کرنے والی ہیں، ان میں تین طرح کے گناہ ایسے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس میں مبتلا ہو جائے تو ایسا انسان اندر سے کھوکھلا ہو جاتا ہے، گویا یہ تمام برائیوں اور بیماریوں کی جڑ ہیں، ان میں بغض وحسد، بخل وکنجوسی، خود پسندی وریاکاری خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، جب بخیل انسان مال ودولت کی حرص میں حد درجہ منہمک ہو جاتا ہے تو وہ حقوق واجبہ تک کو ادا کرنے سے گریز کرتا ہے اور اس کی محبت اس کے رگ وریشہ میں اس قدر پیوست ہو جاتی ہے کہ ہر وقت مال کمانے کی فکر میں سرگرداں رہتا ہے، پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ حلال وحرام کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی اور یہی چیز اس کی ہلاکت وبربادی کا ذریعہ بن جاتی ہے، ہاں اگر مال کی نعمت سے بہرہ ور ہے تو اعتدال وتوازن کے ساتھ راہ خدا میں صرف کرے؛ یعنی نہ تو انتہائی درجہ بخیلی پر اتر آئے کہ لوگ لعنت وملامت کرنے لگیں اور نہ ہی بدنظمی کے ساتھ اتنا خرچ کر دے کہ تہی دست ہو کر بیٹھ جائے؛ بلکہ ان دونوں کے درمیان توازن برقرار رکھے۔ دوسرا وہ شخص جو خواہشات نفس کو بے لگام چھوڑ دے؛ یعنی دل ودماغ کو آزاد کر لے، جائز وناجائز کی پرواہ کیے بغیر اس کا غلام بن جائے تو یہ چیز بھی اس کے لیے ہلاکت کا باعث بنے گی اور تیسرا وہ آدمی جو خود پسندی اور ریا وشہرت کے مرض میں مبتلا ہو، جس کو حدیث پاک میں شرک اصغر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے بارے میں جس چیز سے سب سے زیادہ خوف رکھتا ہوں، وہ شرک اصغر ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریا ہے؛ کیوں کہ اس سے انسان کا عمل ضائع ہو جاتا ہے، چونکہ یہ عمل اخلاص سے عاری ہوتا ہے، اس سے اپنی شہرت ووجاہت کا سکہ بٹھانا مقصود ہوتا ہے، جو اللہ کو ناپسند ہے، ہاں اگر کوئی عمل اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے کیا گیا اور اللہ نے اپنے فضل سے اس کو مشہور کر دیا، لوگوں کی زبانوں پر اس کی تعریف ہونے لگی تو اس کا خود پسندی سے کوئی تعلق نہیں رہا؛ بلکہ اس کو محبوبیت ومقبولیت کا مقام عطا کیا، مگر یہ اخلاص نیت کے جذبہ سے ہو تب ہی ہو سکتا ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

چمڑے کے موزے (خف) پر مسح:۔

خف (چرمی موزہ) پر مسح کب کیا جائے گا، طریقہ کیا ہے اور مسح کی مدت کتنی ہے؟

الجوابــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

موزہ پر مسح کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اسکو وضو کے بعد حدث لاحق ہونے (نقض وضو) سے پہلے پہنا گیا ہو، وہ موزہ جسے وضو سے پہلے پہنا گیا ہو، اس پر مسح جائز نہیں ہے۔ **و یجوز من کل حدث موجب للوضوء اذا لبسهما علی طهارة کاملة ثم احدث (الهداية با ب المسح علی الخفين)**

مسح کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو کیا جائے، یعنی مسنون طریقہ پر ہاتھ وچہرہ دھولیا جائے اور سر کا مسح کر لیا جائے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو غیر مستعمل پانی سے تر کر لیا جائے، اس کے بعد دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے دونوں پاؤں کے موزوں پر رکھا جائے، داہنے ہاتھ کو داہنے پاؤں اور بائیں ہاتھ کو بائیں پاؤں پر اور ایک ہی ساتھ دونوں موزوں کو مسح کیا جائے، مسح کی ابتداء پاؤں کی انگلیوں کی طرف سے کی جائے اور ہاتھ کی انگلیوں کو ٹخنوں تک اس طرح کھینچا جائے کہ موزے پر پانی کے خطوط کھنچ جائیں۔ (شامی ۱/ ۴۴۸)

مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین رات ہے۔

و یجو ز للمقيم يوما و ليلةو للمسافر ثلٰثة ايام و لياليها (هداية ۱ /۵۷)

اور یہ مدت نواقض وضو پیش آنے کے بعد سے شروع ہوتی ہے نہ کہ مسح کے وقت اور نہ ہی موزہ پہننے کے وقت سے، مثلاً ایک مقیم شخص نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا اور اس کا وضو مغرب کے وقت ٹوٹ گیا تو وہ شخص اگلے مغرب تک (جس وقت وضو ٹوٹ گیا تھا) اس پر مسح کر سکتا ہے۔

و ابتداء المدة...... من وقت الحدث ای لا من وقت المسح الاول...ولا من وقت اللبس (شامي ۱ /۴۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اونی یا سوتی موزے پر مسح؟

مروجہ اونی یا سوتی موزہ پر مسح درست ہے یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اونی یا سوتی موزہ پر مسح کے جائز ہونے کے لیے چار شرطیں ہیں، اگر ان میں سے ایک بھی شرط نہ پائی جائے تو مسح جائز نہیں ہوگا: ۱۔ موزہ اتنا موٹا ہو کہ ایک فرسخ (تین میل) اسکو پہن کر بغیر جوتا چپل کے چلا جائے تو وہ نہ پھٹے، ۲۔ پنڈلی پر بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے از خود اٹکا رہے، ۳۔ اس کے پہننے کے بعد پاؤں کی کھال نظر نہ آئے، ۴۔ موزہ اتنا موٹا ہو کہ پانی نیچے تک سرایت نہ کرے۔ اور ظاہر ہے کہ اونی اور سوتی موزے میں مذکورہ تمام شرطیں نہیں پائی جاتی ہیں، اس لیے اس پر مسح جائز نہیں ہوگا، البتہ سوتی یا اونی موزہ میں مذکورہ شرطیں پائی جاتی ہوں تو اس پر مسح جائز ہوگا۔ **"او جوربيه....... الثخينين بحيث يمشي فرسخا و يثبت علی الساق بنفسه و لا يری ما تحته و لا يشف" (الدر المختار ۱ /۴۵۱) و قال خرج عنه ما کان من کرباس بالکسر و بالثوب من القطن الاييبض و يلحق بالکرباس کل ما کان من نوع الخيط کالکتان و الابريسم و نحوهما (شامی ۱ /۴۵۱)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوتی موزے پر چمڑے کا موزہ:

اگر کوئی شخص سوتی یا اونی موزے پر چمڑے کا موزہ پہن رکھا ہو تو اس پر مسح درست ہے یا نہیں۔؟

الجوابــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اگر اونی یا سوتی موزے پر چمڑے کے موزے پہن لیے جائیں تو اس خف پر مسح شرعاً جائز و درست ہے۔ **" يعلم منه جواز المسح علی خف لبس فوق مخيط من کرباس اور جو خ و نحوهما مما لا يجوز عليه المسح" (البحر الرائق ۱ /۱۹۰)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موزہ اتار لینے کے بعد مسح کا حکم:

کیا موزہ اتار لینے یا مدت مسح ختم ہو جانے سے مسح ختم ہو جاتا ہے، اگر مسح ختم ہو جاتا ہے، تو پھر سے وضو کرنا ہوگا یا صرف پیر دھو لینا کافی ہوگا؟

الجوابــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

موزہ اتار لینے سے مسح ختم ہو جاتا ہے، خواہ دونوں پیر کا موزہ اتارے یا ایک کے اکثر حصہ کا، اسی طرح مسح کی مدت پوری ہو جانے سے بھی مسح ختم ہو جاتا ہے۔ اب اگر وضو باقی ہے اور مسح ختم ہو گیا ہے تو اعادہ وضو کی ضرورت نہیں ہے، صرف پیر دھو لینا کافی ہے۔

"و ينقض المسح کل شئی ينقض الوضوء .... و اذا تمت المدة نزع خفيه و غسل رجليه و ليس عليه اعادة بقية الوضوء و کذا اذا نزع قبل المدة" (هداية ۱ /۵۹.۶۰)

موزہ کا کتنا پھٹن مانع مسح ہے؟

اگر موزہ کسی جگہ سے پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا ہو، جس سے چلنے کے وقت پاؤں ظاہر ہوتا ہو تو اس پر مسح جائز نہیں ہے۔ (شامی) اور اگر ایک ہی موزہ میں مختلف جگہ خرق (پھٹن) ہو جو علاحدہ علاحدہ تو تین انگلیوں کی مقدار نہیں ہے، مگر سب کو ملا دیا جائے تو تین انگلیوں کے برابر ہو جائے، اس صورت میں بھی مسح جائز نہیں، اگر دونوں موزوں میں مختلف جگہ خروق ہیں، لیکن ہر ایک موزہ کی مجموعی خروق تین انگلیوں کے برابر نہیں تو مسح کرنا جائز ہے (شامی) (فتاویٰ علماء ہند ۲/ ۱۴۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
پھلواری شریف پٹنہ
نقیب

پھلواری شریف

مورخہ ۲۷؍ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۵؍جنوری ۲۰۱۸ء روز سوموار

فتنۂ ارتداد

اسلام مخالف طاقتیں روز اول سے اس کوشش میں رہی ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو دین سے بیزار کر کے راہ ہدایت سے ہٹا کر راہ ضلالت پر ڈال دیا جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایمان قبول کرنے والوں پر ظلم وستم کے پہاڑ اسی لیے توڑے جاتے تھے کہ وہ کسی طرح کلمہ کا انکار کر کے پھر سے ضلالت وگمراہی اور شرک وبت پرستی کی راہ پر لگ جائیں، لیکن یہ کام اس دور میں ممکن نہیں ہو سکا؛ کیوں کہ جام وحدت پی کر جو ایمان ویقین ان کے سودائے قلب میں جاگزیں ہو گیا تھا اور معرفت الٰہی کی جو لذت انہیں ملی تھی، اس نے اس قدر انہیں سرشار کر دیا تھا کہ ایمان کا سرور کسی بھی ظلم وستم سے دور نہیں ہو سکا، بعد میں مسیلمہ کذاب کے زمانہ میں اس نے اور جھوٹے مدعیان نبوت ومہدیت نے ایک شیطانی نظام کے تحت مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کا کام کیا، فرقۂ باطنیہ کے عروج نے کتنے ایمان والوں کو موت کے گھاٹ اتارا، اور کتنوں کو مصنوعی جنت کا خواب دکھا کر ایمان واسلام سے دور کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

ہندوستان میں حزب الشیطان نے اس مہم کے ذریعہ بھولے بھالے اور سیدھے سادے مسلمانوں کو اپنا شکار بنایا، قلوب میں شکوک وشبہات پیدا کر کے مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے اور اسلامی احکام ومعتقدات پر اعتراضات کر کے اس کی حقانیت پر سوالات کھڑے کیے، کبھی نیچریت نے زور پکڑا، کبھی حدیث کا انکار کیا گیا اور کبھی اسلام کے سارے احکامات وجزئیات کو قرآن کریم تک محدود کر دیا گیا، ہندوستان سے باہر متشرقین نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور بزعم خود علمی انداز میں اسلام کے مسلمات کو اعتراضات کا نشانہ بنایا، ہندوستان کا وہ طبقہ جو ہندوستان سے آکسفورڈ، کیمرج اور دوسری یورپی درسگاہوں میں حصول تعلیم کو فخر ومباہات کا ذریعہ سمجھتا تھا اور مغرب سے آنے والی ہر ہوا ان کے دماغ کو تر وتازہ رکھتی تھی، متشرقین کے احساسات وخیالات اور ان کی غلط فہمیوں پر مبنی تخیلات وتحقیقات کو ہندوستان برآمد کر لیا اور اپنی ہمہ دانی کے زُعم میں اسے ہندوستان میں تیزی سے پھیلانے کا کام کیا، اس طرح ہندوستان کی حد تک متشرقین یورپ کی ضرورت باقی نہیں رہی، وہاں کے بیش تر فضلاء اور فارغین نے مرعوبیت کے زیر اثر متشرقین کے شکوک وشبہات پھیلانے کے کام کو اپنے ذمہ لے لیا، اب نقل (قرآن وحدیث) کے بجائے عقل میزان ہو گئی اور جو بھی چیز کھوپڑی میں نہیں سما سکی، اس کا انکار کیا گیا اور بڑی تعداد میں مسلمان اس سے متاثر ہوئے، روس کے انقلاب کے بعد ایک بڑا طبقہ مارکسزم اور لینن واد کے زیر اثر گیا، جس کی وجہ سے مارکسی اور ترقی پسند ادب نے یہاں فروغ پایا، معاش کے حصول اور سرمایہ دارانہ نظام کو معطل اور کالعدم کرنے کے چکر میں مذہب بیزاری، دین سے دوری، اس قدر عام ہو گئی کہ دین ومذہب، خدا ورسول، جنت وجہنم، تقدیر خیر وشر کا تصور ذہن سے نکل گیا، اس شجر خبیث سے جو سلسلہ چلا اس نے دہریت اور خدا کے تصور کے بغیر ساری کائنات کو عناصر میں ظہور ترتیت کا نتیجہ قرار دیا، اس لیے اس دور کے بہت سے ادبا، شعراء اور مفکرین نے مرنے کے بعد دفن ہونے کے بجائے، ''پنچ تتز میں ویلین'' ہونے کے لیے اپنے کو آگ کے حوالہ کرنے کی وصیت کی اور دنیا ہی میں ان کو آگ نے جلا کر نمونۂ عبرت بنا دیا، فکری ارتداد کا یہ سلسلہ مختلف عنوانوں سے آج بھی جاری ہے، بقول حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی،

''ارتداد دبے پاؤں آتا ہے، غیر محسوس طریقہ پر داخل ہوتا ہے اور ایسا میٹھا زہر بن کر حلق سے اترتا ہے کہ زہر کھا کر بھی انسان تحسین وتعریف کے جملے کہتا ہے۔''

ایک دوسرے طبقہ نے ارتداد کے جراثیم، مذہب کی چادر اوڑھ کر پھیلانا شروع کیا، مہدویت اور قادیانیت کی تحریک نے ختم نبوت کے عقیدے پر چوٹ کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے چیلوں نے ارتداد کی نئی مہم شروع کی، یہ مہم مذہب کی آڑ میں شروع کی گئی تھی؛ اس لیے زیادہ خطرناک تھی، چنانچہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ وغیرہ نے اس کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے پوری توانائی لگا دی، حضرت مونگیری کا یہ جملہ ایک زمانہ میں زبان زد خلائق تھا کہ قادیانیوں کے خلاف اتنا لکھو اور اتنا چھاپو اور اس قدر تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح اٹھے تو اس کے سرہانے قادیانیوں کے خلاف کوئی نہ کوئی رسالہ اور کتابچہ موجود ہو، علماء کی جدوجہد نے کام کیا، اس فتنہ کے سیلاب بلاخیز پر بند باندھا گیا، اس کی طغیانی میں کچھ کمی آئی ہے، پاکستان میں اسے پارلیامنٹ کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے باوجود اس فتنہ کا پورے طور پر قلع قمع اب بھی نہیں کیا جا سکا ہے، اور انگریزوں کی یہ کاشت امریکہ، برطانیہ ہی میں نہیں، ہمارے ملک میں بھی اپنے قدم جمانے میں لگی ہوئی ہے، اس کے عبادت خانے مختلف شہروں میں موجود ہیں، اس کے مکتبے اور رسائل اس کے معتقدات کو پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں۔

قادیانیت ہی کی ایک شاخ شکیل بن حنیف کا فتنہ ہے، جو ان دنوں یونیورسٹی اور کالج کے طلبہ میں برگ وبار لا رہا ہے، شکیل بن حنیف (ولادت ۱۹۶۸) پیدا عثمان پور رتن پورہ دربھنگہ میں ہوا، تعلیم انجینئرنگ کی پائی، اس نے پہلے پھمی نگر دہلی میں ایک مکان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور اب ان دنوں اورنگ آباد شہر سے باہر ''پڑے گاؤں'' میں جا کر پڑ گیا ہے، رحمت نگر کے نام سے پوری کالونی پولیس اکیڈمی کے قریب بنا لیا ہے اور جس طرح قادیانی جال میں پھانس کر قادیان لے جاتے ہیں اسی طرح یہ اپنے ماننے والوں کو اورنگ آباد بلاتا ہے، اور ذہنی تطہیر کے مرحلہ سے گذارتا ہے، یہ فتنہ اس قدر بڑھ رہا ہے کہ ابھی ایک سال قبل ایک مذہبی خانوادہ میں نکاح پڑھانے کے لیے جانا ہوا، ایک بڑے عالم بھی تشریف لے گیے تھے، نکاح سے قبل خبر ملی کہ یہ لڑکا شکیل بن حنیف کا مرید ہے، بلا کر حضرت نے بہت سمجھایا، مہدی موعود کی علامت والی حدیثیں بھی سنائیں لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوا، مجبورا ہمیں اس نکاح کو روک دینا پڑا، حضرت مولانا جب کوئی حدیث سناتے تو وہ کہتا کہ یہ علامت شکیل بن حنیف میں پائی جا رہی ہے، بالآخر وہ گاؤں چھوڑ کر شکیل کے پاس چلا گیا، یہ ایک واقعہ ہے، لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کا فتنہ دیندار مسلم گھرانوں تک پہونچ رہا ہے، اس لیے اس کے تعاقب کی سخت ضرورت ہے، واقعہ یہ ہے کہ فتنوں کے اندھیرے ہماری دیواروں تک پہونچ گیے ہیں، اور ہمارے دروازوں پر دستک دے رہے ہیں۔

اس لیے اس فتنہ کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے ہر سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے، ہمت اور ثابت قدمی کے ساتھ اہل خانہ کی فکری وایمانی تربیت اس انداز میں کرنی چاہیے کہ وہ فتنوں سے باخبر رہیں، تا کہ ان کے جال میں نہ پھنسیں، جن علاقوں میں فتنے پھیل رہے ہیں، اس کا جائزہ لے کر علماء، ائمہ مساجد، مذہبی تنظیموں کو متوجہ کیا جائے تا کہ اس فتنہ کے تدارک کے لیے وہ آگے آسکیں۔ بچوں کو فکری ارتداد سے بچانے کے لیے انہیں مشنری اسکولوں اور ایسے اداروں میں پڑھانے سے بھی گریز کرنا چاہیے، جہاں دیوی دیوتاؤں کی پوجا، وندنا، یوگا، پرارتھنا، ان کی روٹین کا حصہ ہو اور جہاں عیسائیت اور ہندوازم کو قومی ثقافت وکلچر، تہذیب ووراثت کا حصہ بتا کر بچوں کے معصوم ذہنوں کو زہر آلود کیا جا رہا ہو۔

آرڈی نینس

جب دونوں ایوانوں (پارلیامنٹ اور راجیہ سبھا نیز ریاستوں میں اسمبلی) کا اجلاس جاری نہ ہو یا قانون سازی ایوان کے ذریعہ ممکن نہ رہ جائے تو دستور کی دفعہ ۱۲۳ نے حکومت کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ کیبنیٹ کی منظوری کے بعد صدر جمہوریہ سے آرڈی نینس جاری کرنے کی درخواست کرے، صدر جمہوریہ اس معاملہ سے متعلق بل کو آرڈننس کے ذریعہ نافذ کریں گے، آرڈی ننس کی مدت عموما چھ ہفتہ کی ہوتی ہے، اور دوبارہ بھی صدر جمہوریہ اسے مدت ختم ہونے پر جاری کر سکتے ہیں، آرڈی ننس کو پارلیامنٹ کے پہلے اجلاس میں پاس کرا لینا ضروری ہوتا ہے، اس دفعہ کا استعمال حکمراں جماعت اپنے مفاد کے لیے کرنے لگی ہے، اور جب وہ کوئی قانون پارلیامنٹ، راجیہ سبھا یا اسمبلی سے پاس کرانے میں ناکام ہو جاتی ہے تو آرڈی ننس کا سہارا لیتی ہے۔

۱۹۵۲ء سے ۲۰۱۴ء کے درمیان ۶۶۸ بار آرڈی نینس جاری کیے گیے، ۱۹۶۷ء سے ۱۹۸۱ء کے درمیان صرف بہار میں، دو سو چھپن آرڈی ننس جاری ہوئے، جب کہ اسمبلی کے ذریعہ صرف ۱۸۹ قوانین بنائے جا سکے، ایک دن میں سب زیادہ آرڈی ننس جاری کرنے کا رکارڈ بھی بہار کے نام ہے، جب بہار کے گورنر جگن ناتھ کوشل نے ۱۸؍جنوری ۱۹۸۶ء کو ایک دن میں انٹھاون آرڈی ننس جاری کیے تھے، مرکزی حکومت ۲۰۱۳ء، ۲۰۱۴ء میں سات سات ۲۰۱۵ء میں پانچ اور ۲۰۱۶ء میں دس (۱۰) آرڈی ننس لائی تھی، جو بل دونوں ایوانوں یا ان میں سے ایک میں مخالفت کی وجہ سے پاس نہ ہو اس کے لیے پارلیامنٹ میں اسٹینڈنگ کمیٹی اور راجیہ سبھا میں پاس نہ ہونے پر سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجنے کی دستوری روایت رہی ہے، حکومت اپنی انا اور ایگو (Ego) کی وجہ سے اسٹینڈنگ کمیٹی یا سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجنے سے کتراتی ہے؛ خصوصا اس صورت میں جب حکومت کے افراد اس کمیٹی میں نہ ہوں یا اندازہ ہو کہ سلیکٹ کمیٹی حکومت کی منشا کے مطابق کام نہیں کرے گی، یہی وجہ ہے کہ ۲۰۱۳ء میں پینسٹھ (۶۵) فی صد، ۲۰۱۴ء میں ساٹھ (۶۰) فی صد، ۲۰۱۵ء میں اکہتر فی صد اور ۲۰۱۶ء میں صرف ستائیس فی صد بل ہی مستقل پارلیامانی کمیٹی کے پاس بھیجے گیے۔

پارلیامنٹ اور راجیہ سبھا کا سرمائی اجلاس ۵؍جنوری ۲۰۱۸ء کو غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا، پارلیامنٹ میں حکومت نے بعجلت تمام تین طلاق سے متعلق بل خواتین تحفظ کے نام پر پاس کروا لیا، لیکن راجیہ سبھا میں چوں کہ بی جے پی کے ارکان کی اکثریت نہیں ہے، اس لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جدوجہد سے حزب مخالف بل میں ترمیم پر اڑ گیا اور یہ بل وہاں سے پاس نہیں ہو پایا، سولہویں پارلیامنٹ کے تیرہویں سیشن میں کل تیرہ میٹنگیں ہوئیں، سولہ سرکاری بل پیش کیے گیے، جس میں ۱۲؍بل کو منظوری ملی، شور وشرابے اور ہنگامے کی وجہ سے سیشن کے چودہ گھنٹے اکاون منٹ ضائع ہوئے اور آٹھ گھنٹے دس منٹ اضافی اجلاس چلا کر اہم معاملات پر گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا گیا، راجیہ سبھا میں ۹؍بلوں کو منظوری دی گئی ۴۶؍اہم سوالوں کے جواب دیے گیے، وقفہ صفر میں اکاون باتیں رکھی گئیں، ارکان کی جانب سے آزادانہ ۱۹؍بل پر بھی گفت وشنید کی گئی، البتہ تین طلاق سے متعلق بل کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالہ کرنے سے حکمراں جماعت نے انکار کر دیا، اور حزب مخالف نے راجیہ سبھا میں حکومت کی ایک نہیں چلنے دی۔

حکومت کے سامنے اب دو ہی راستے ہیں یا تو وہ ضد چھوڑ کر اسے سلیکٹ کمیٹی کے حوالہ کرنے کا فیصلہ کرے، جس کا امکان اس ضدی حکومت سے کم ہی ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ حسب سابق اس بل کو قانون بنانے کے لیے آرڈی ننس کا سہارا لے اور اگلے سیشن میں مختلف پارٹیوں کو اپنا ساتھ دینے پر تیار کر کے اسے ایوان سے پاس کرا لے، ایک شکل آرڈی ننس پر آرڈی ننس لاتے رہنے کی ہے، لیکن صحیح اور سچی بات یہ ہے کہ جس بل پر ایوان میں کارروائی نہ چلنے دی گئی ہو اور ترمیم کی مضبوط آواز اٹھی ہو، اس کو نظر انداز کر کے آرڈی ننس لانا دراصل جمہوری اقدار، دستوری مزاج اور پارلیامانی نظام حکومت کے خلاف ہے، لیکن جب سیاست میں اقدار کو آوٹ آف ڈیٹ (Out of Dait) از کار رفتہ سمجھا جانے لگا ہو تو کچھ بھی ممکن ہے، اور کسی طرح بھی ممکن ہے، دیکھتے رہیے حکومت اگلا قدم کیا اٹھاتی ہے۔

یادوں کے چراغ

ڈاکٹر محمد مصطفی اعظمی

: مولانا بدر الحسن القاسمی (کویت)

عصر حاضر کی منتخب علمی شخصیتوں میں ایک معتبر نام ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی کا تھا، جنہوں نے علم حدیث کی خدمت سے اپنے آپ کو وابستہ رکھا، حدیث اور سنت کی طرف سے بھر پور دفاع بھی کیا اور قدیم ذخائر کی متعدد کتابوں کو اپنی تحقیق وایڈٹ کے ساتھ شائع کیا اور مخطوطات کی خدمت کر کے اہل علم کے لئے ان سے استفادہ کو آسان کر دیا۔ افسوس ہے کہ پچھلے دنوں دسمبر ۲۰۱۷ء کی ۲۰/ تاریخ کو سعودی عرب کے دار الحکومت ریاض میں تقریباً ۸۷/ سال کی عمر میں انہوں نے جان جاں آفریں کے سپرد کر دی اور اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی یوپی کے مردم خیز شہر مئو میں ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے تھے، انہوں نے دار العلوم مئو، مدرسہ شاہی مراد آباد اور دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی، مزید تعلیم کے لئے علی گڑھ اور جامعہ ازہر مصر گئے اور وہاں سے کلیہ اللغۃ العربیۃ سے ایم اے کی سند حاصل کی۔ پھر ڈاکٹریٹ کے لئے انگلستان جا کر کیمبرج یونیورسٹی سے وابستہ ہو گئے اور انگیریزی زبان میں ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ کر وہ مقام حاصل کیا جو کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔

علم حدیث سے شغف تو دار العلوم دیوبند کی تعلیم کا رہین منت ہے اور دین کی طرف سے دفاع کا جذبہ بھی اس وقت کا ماحول اور دیوبند سے فیض یافتوں کی شناخت رہی ہے۔ حدیث نبوی کی استناد کو چیلنج کرنے والوں میں گولڈ زیہر اور پروفیسر شاخت کو خاص شہرت حاصل ہے، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی نے ان کے پیدا کردہ شبہات کو ذہن میں رکھ کر ہی اپنے ڈاکٹریٹ کے رسالہ کی پلاننگ کی اور اس سلسلہ میں صحاح ستہ کی تدوین سے پہلے کی کڑیوں کو تلاش کرنے کی بھر پور کوشش کی اور تحقیق وتدقیق کا ایسا معیار قائم کیا کہ نامور مستشرق پروفیسر آربری کو اس کا اعتراف کرنا پڑا کہ ڈاکٹر مصطفیٰ کا کام بے حد معیاری ہے اور اس طرح کے کیے جانے والے دوسرے کاموں سے سبقت لے گیا ہے اور آنے والے ریسرچ اسکالروں کے لئے وہ دلیل راہ ثابت ہوگا اور دوسرے محققین ان کی تحقیق سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ ڈاکٹر مصفطی اعظمی صاحب کا یہی کام ان کی آئندہ ترقیات کا زینہ بن گیا۔

انہوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور انگلستان میں رہ کر ان کے ذہن میں جہاں حدیث کے نادر مخطوطات کا سراغ لگانے اور ان کی تحقیق وایڈٹ کر کے اس طرح شائع کرنے کا جذبہ پیدا ہوا جس سے مستشرقین کی ہرزہ سرائیوں کا سلسلہ بند ہو وہیں یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ حدیث کے سارے ذخیرہ کو کمپیوٹرائز کر دیا جائے جس سے استفادہ بھی آسان ہو جائے، اور جن سلسلوں کو مستشرقین یورپ اور ان کے ہم خیال عرب اور غیر عرب مغرب زدہ ذہنیت رکھنے والے مفقود سمجھ رہے ہیں، وہ بھی سامنے آجائیں اور اس طرح سب پر حجت قائم ہو جائے، اور پھر کسی کو حدیث کے ذخیرہ کے بارے میں لب کشائی کا موقع نہ ملے۔

اس لحاظ سے ڈاکٹر صاحب کو حدیث کو کمپیوٹر کے ذریعہ متعلقہ تمام فنون کے ساتھ محفوظ کرنے کی کوششوں میں سبقت حاصل ہے گو کہ کچھ ذاتی اور کچھ خارجی اسباب کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب نے جو عظیم منصوبہ تیار کیا تھا اس جامعیت کے ساتھ وہ دنیا کے سامنے نہ آسکا اور دوسری تجارتی وغیر تجارتی کمپنیوں نے اپنے کاموں کو نمایاں کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔

نامور عراقی محقق ڈاکٹر بشار عواد معروف نے تو "تدوین حدیث" کا عربی ایڈیشن کے مقدمہ میں یہ دعویٰ بھی کر دیا ہے کہ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی کے ڈاکٹریٹ کا شہرہ آفاق مقالہ درحقیقت مولانا مناظر احسن گیلانی کی "تدوین حدیث" کی اساس پر ہی لکھا گیا ہے جس کا حوالہ ہونا چاہئے تھا۔ واضح رہے کہ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی نے "موطا امام مالک" کی اپنے تحقیق کردہ ایڈیشن میں ڈاکٹر بشار عواد کے کام پر بھی تنقید کی ہے اور ابو مصعب زہری کی روایت کی تحقیق میں ان کے اس نقطہ نظر کی تردید کی ہے کہ موطا امام مالک کی روایتوں میں اختلاف کی وجہ "روایت بالمعنیٰ" رہی ہے۔ اس طرح اس الزام کو معاصرانہ چشمک کا عنوان دیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی کے کام کی اصل اہمیت یہ ہے کہ انہوں نے یورپ کے مستشرقین کی طرف سے احادیث کے ذخیرہ کے بارے میں پیدا کردہ شبہات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جس سے خود عرب اور غیر عرب مسلمانوں کا نیا تعلیم یافتہ طبقہ شدت سے متاثر ہو رہا تھا، اور جو مستشرقین کی ہر تحقیق کو وحی کی طرح مقدس سمجھ کر قبول کرنے کے لئے تیار رہا کرتا تھا؛ لیکن ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی اور بعض دوسرے محققین نے مستشرقین کا یہ زور توڑ دیا اور ان کی خامیوں کی نشاندہی کی اور ان کی تحقیق کے نام پر غیر تحقیقی باتوں کو رواج دینے اور مصادر شریعت کو بدنیتی کے ساتھ مشکوک بنانے کی کوشش کا پردہ فاش کیا۔

ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب کے کاموں میں جو پہلو نمایاں نظر آتا ہے وہ دین کی طرف سے دفاع اور مستشرقین کی طرف سے قرآن کریم اور حدیث نبوی کی تاریخی استناد کے بارے میں اٹھائے جانے والے سوالات یا پیدا کئے جانے والے شبہات کا پوری قوت کے ساتھ ازالہ ہے، چنانچہ انہوں نے "تاریخ القرآن وتدوینه" کے نام سے بھی کتاب لکھی ہے جس کا مقصد "ماهو القرآن" نامی ایک مستشرق کی لکھی ہوئی کتاب کا رد اور اس کے پیدا کردہ شبہات کا تحقیقی جواب ہے۔

حدیث سے متعلق شہرۂ آفاق کتاب "دراسات فی الحدیث النبوی وتاریخ تدوینه" کا بھی محوری موضوع مشہور مستشرق شاخت کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا علاج ہے جس نے مسلمانوں کی نظر میں شریعت الٰہی کا دوسرے ماخذ حدیث نبوی کو مشکوک کرنے کی کوشش تھی۔

اس طرح انہوں نے قرآن کریم اور حدیث نبوی دونوں کی تدوین اور ان کی حفاظت کی گئی تاریخ کو جدید معیار کے مطابق مبرہن کر دیا ہے شاخت نے محدثین کرام پر تلفیق کا الزام لگایا تھا اور اسانید کی ابتدائی کڑیوں کو غیر مستند قرار دیا تھا۔

جن مخطوطات کو انہوں نے اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ہے ان کے ذریعہ بھی اپنے اسی مقصد کو روبعمل لانے کی کوشش کی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے حدیث کو کمپیوٹرائز کرنے کا تصور پیش کیا۔ امریکہ ہارڈ ورڈ یونیورسٹی میں سب سے پہلے حدیث کا درس دیا۔ اسی طرح صحیح ابن خزیمہ کے مخطوط نسخہ کا اکتشاف کیا اور اسے اپنی تحقیق سے شائع کرنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر صالح بن حمید نے اپنے ایک مضمون میں اپنے استاذ اور شیخ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی کے علم وفضل کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے اور ایک طرف تعلیم وتدریس میں ان کی سختی وصرامت اور پڑھانے کے انداز میں جدت وندرت کا ذکر کیا ہے تو دوسری طرف یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ وہ شہرت پسندی کا مزاج نہیں رکھتے تھے اس لئے ان سے استفادہ کا دائرہ بھی یونیورسٹی کے طلبہ تک ہی محدود رہا۔

ڈاکٹر مصفطی اعظمی کا ڈاکٹریٹ کا تحقیقی مقالہ کیمبرج یونیورسٹی میں انگریزی زبان میں پیش کیا گیا تھا اور بعد میں اضافہ ونظر ثانی اور مصادر ومراجع کی مزید توثیق کے بعد ملک سعود یونیورسٹی ریاض کی طرف سے عربی زبان میں "دراسات فی الحدیث النبوی وتاریخ تدوینه" کے نام سے ضخیم کتاب کی شکل میں شائع ہوا۔ اس کتاب کی امتیازی حیثیت اور علوم حدیث کو کمپیوٹرائز کرنے کے منصوبہ کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے ۱۹۸۰ء میں ڈاکٹر صاحب کو فیصل ایوارڈ سے نوازا گیا۔

قطر اور مکہ مکرمہ ملازمت کے بعد ان کی مستقل وابستگی ملک سعود یونیورسٹی سے ہوگئی اور انہیں تھوڑے ہی عرصہ کے بعد سعودی عرب کی شہریت بھی حاصل ہوگئی اور مستقل طور پر ریاض میں مقیم ہو گئے لیکن برطانیہ اور امریکہ کی متعدد یونیورسٹیوں میں وزیٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے ان سے استفادہ کا سلسلہ جاری رہا۔

ڈاکٹریٹ کے مذکورہ مقالہ کے علاوہ ان کی اور بھی متعدد اہم تحقیقی کتابیں ہیں، جن میں "منهج النقد عند المحدثين" دراست منهجية فى علم الحديث" اور " اصول المحمدى للمستشرقين"، "كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ان کا اصل ذوق حدیث کی قدیم کتابوں کی تحقیق اور نادر مخطوطات کا احیاء تھا، چنانچہ صحیح ابن خزيمه، سنن ابن ماجه، موطا امام مالک بروایت یحیٰ اللیثی، مغازی الرسول لعروة بن الزبير . ڈاکٹر صاحب کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں اور اہل علم کی طرف سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب یکسوئی کے ساتھ علمی کاموں میں مشغول رہنے والے انسان تھے، لوگوں سے زیادہ میل جول کا اثر یقیناً انسان کی یکسوئی پر پڑتا ہے، لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ استفادہ کا دائرہ بھی محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔

افسوس ہے کہ ریاض اپنی بار بار آمد ورفت کے باوجود ڈاکٹر صاحب سے ملاقاتیں برائے نام ہی رہیں۔

۱۹۷۹ء میں پہلی بار جامعۃ الامام محمد بن سعود کی دعوت پر پہلی اسلامی جغرافیائی کانفرنس میں شرکت کے لئے دار العلوم دیوبند سے گیا تھا۔ اس کانفرنس میں میرے علاوہ ہندوستان سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پرووائس چانسلر نامور جغرافیہ داں پروفیسر شفیع صاحب اور شمیم مدنی صاحب بھی تھے، ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب سے انٹرکونٹینل ہوٹل کی گیلری میں ملاقات اور تعارف ہوا۔ برسوں کے بعد دوبارہ ریاض کے ایک ریسٹورنٹ میں منعقدہ ایک تقریب میں ملاقات ہوئی، تو ڈاکٹر صاحب وہیل چیئر پر نظر آئے، البتہ ان کی کتابوں سے رشتہ برابر رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی کے اہم کارناموں میں ایک، جس کا چرچا بہت زیادہ ہوا اور جوان کے فیصل ایوارڈ کی بھی بنیاد رہا ہے، احادیث کے ذخیرہ کو کمپیوٹرائز کرنے کا پروگرام ہے۔ اس بات کا خیال ان کو اس وقت ہوا جب وہ امریکہ میں تھے اور اس وقت تک کسی اور شخص نے اس طرح کا منصوبہ نہیں بنایا تھا اس لئے بلاشبہ ان کو اس معاملہ میں سبقت اور اولیت حاصل ہے۔ انہوں نے نہ صرف احادیث کے مجموعہ بلکہ اصول حدیث، غریب الحدیث اور اسماء الرجال وعلم الجرح والتعدیل کی کتابوں کو بھی اپنے پروجیکٹ میں شامل کر لیا تھا۔

حدیث کے ذخیرہ کمپیوٹر میں محفوظ کرنے اور کمپیوٹر کے ذریعہ اس کی اہم کتابوں اور متعلقہ علوم کی خدمت میں اس نئی ایجاد سے فائدہ اٹھانے کا جذبہ ان میں امریکہ میں پیدا ہوا اور بعض مستشرقین کے منفی رویہ کی وجہ سے انہوں نے ۱۹۷۷ء میں ایک کمپیوٹر خرید بھی لیا۔ شروع میں عربی میں پروگرام نہ ہونے کی وجہ سے دشواریاں پیدا ہوئیں، لیکن بعد میں ان کے اس خیال نے ایک عظیم منصوبہ کی شکل اختیار کر لی اور تمام اہل خانہ کے ساتھ وہ اس میں مشغول ہو گیے۔

اس سلسلہ میں جن لوگوں کی طرف سے مالی، اخلاقی یا انتظامی مدد ملی ان سبھوں کا انہوں نے نام بنام شکریہ ادا کیا، لیکن پروجیکٹ کو انہوں نے ذاتی ہی رکھنے کی کوشش کی اور کسی ادارہ یا شخص کی انفرادی پیش کش کو قبول نہیں کیا، اور خود اپنا ذاتی سرمایہ اتنا صرف کیا کہ مقروض ہو گئے لیکن جذبہ سچا تھا اللہ تعالیٰ نے سابق ولی عہد امیر سلطان بن عبد العزیز کی طرف سے ایک خطیر رقم کا انتظام کر دیا جس سے ان کا بار ہلکا ہوا انہوں نے اپنی اہلیہ محترمہ، بیٹی، بیٹے سب کو اس اہم کام سے جوڑے رکھا، اور مشروع کی حیثیت ذاتی ہی رہی جس کسی سے مدد لی اس کو اجرت دیتے رہے، لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے جتنی محنت کی ہے اور جس قدر قربانیاں دی ہیں کہ بعض دفعہ اپنے استعمال کی قیمتی چیزیں تک فروخت کرنے کی نوبت آئی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی کرا دی۔

اس عظیم منصوبہ کے نتائج کا انتظار اہل علم کو طویل عرصہ سے ہے، سنن ابن ماجہ ہی کی طرح انہوں نے صحیحین بخاری ومسلم کی طباعت کا بھی ذکر فرمایا ہے، لیکن اب تک میری نظروں سے وہ ایڈیشن نہیں گزرا جس میں انہوں نے اس موضوع پر روشنی ڈالنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ ممکن ہے مستقبل میں ان کے وارثین یا بعض قریبی شاگردوں کے ذریعہ وہ منظر عام پر آسکیں یا اندازہ ہو سکے کہ اس مشروع کا دائرہ کار کیا تھا اور اس میں ان کو کتنی کامیابی ہوئی۔

ہماری خواہش یہی ہے کہ وہ منظر عام پر آئے اور ان کی تصنیفات ہی کی طرح ان کا یہ کارنامہ بھی ان کے لئے صدقہ جاریہ بن جائے اور اہل علم اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ہماری دعا ہے کہ دنیا کی سرخروئی کے بعد آخرت میں بھی ان کو راحت ملے اور فردوس بریں میں رب کائنات ان کو جگہ دے۔ (آمین)

نظام الاوقات پنج گانہ۔ چند معروضات

محمد کوثر امام اشرفی ترپاواں ،سمری بختیار پور، سہرسہ، بہار

نظام الاوقات پنج گانہ سے متعلق بہار کی عوام برسوں سے ذہنی کش مکش میں مبتلا ہے، بالخصوص ہر سال رمضان المبارک کے موقع پر یہ پریشانی اُس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب مختلف مدارس و اداروں سے شائع ہونے والے نظام الاوقات افطار وسحر کو لے کر عوام کے درمیان شدید اختلاف وانتشار پیدا ہوجاتا ہے۔عوام کے اس انتشار واختلاف کو دور کرنے کے لیے مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلۂ العالی کی خواہش ہوئی کہ ایسا نظام الاوقات مرتب کیا جائے جس سے روزہ اور نماز صحیح طریقہ پر ادا ہو اور عوام انتشار سے محفوظ رہے۔اس غرض سے مرتبین نظام الاوقات کی مشاورتی مجلس کا انعقاد امارت شرعیہ کے زیر اہتمام کیا گیا، جس کا مقصد پورے بہار، اڈیشہ اور جھارکھنڈ کے نظام الاوقات کی تعیین تھی ،شرکائے مجلس نے اپنی اپنی تقاریر میں صرف صبح صادق سے متعلق متقدمین علمائے فقہ کی کتابوں کے اقتبا سات پیش کرنے پر اکتفا کیا، جب کہ انہیں یہ واضح کرنا چاہئے تھا کہ میں نے جو جدول تیار کی ہے وہ اتنے درجہ عرض البلد اور اتنے درجہ طول البلد کے اعتبار سے ہے اور اس میں صبح صادق کے وقت کی جو تخریج کی ہے وہ اتنے درجہ انحطاط شمس کے اعتبار سے کی ہے۔اور پھر میں نے اپنی تقویم میں جو مختلف مقامات کے تفاوت وتفاضل درج کیے ہیں وہ سب اسی عرض البلد میں واقع ہیں، جس عرض البلد کی جدول تیار کی ہے۔اس لیے کہ متحد العرض مقامات کے تفاوت وتفاضل میں تو پورے سال یکسانیت رہے گی، مگر مختلف العرض مقامات میں کبھی بھی یکسانیت نہیں رہ سکتی۔مثلاً ! آپ جدول تیار کریں ریاست بہار کے ضلع سہرسہ کے لیے،اور تفاضل لکھ رہے ہوں ریاست ہریانہ کے ضلع انبالہ کا،تو سہرسہ اور انبالہ کے تفاضل میں قطعاً پورے سال یکسانیت نہیں رہ سکتی۔اگر ۲۱/ جون تحویلِ سرطان کے قریب طلوع آفتاب کا تفاضل سہرسہ سے انبالہ کا ۲۹ منٹ ہوگا تو اسی تاریخ میں غروب آفتاب کے وقت یہ تفاضل بڑھ کر ۴۹ منٹ ہوجائے گا۔اور پھر اسکے برعکس ۲۱/ دسمبر تحویلِ جدی کے قریب سہرسہ سے انبالہ کا تفاضل طلوع آفتاب کے وقت ۴۸ منٹ ہوگا تو غروب آفتاب کے وقت یہ تفاضل کم ہوکر صرف ۳۰ منٹ رہ جائے گا۔مذکورہ دونوں بروجوں کی تحویلات کے قریب طلوع وغروب کے تفاضل میں عدم یکسانیت کی وجہ وہی اختلاف عرض اور میلِ شمس ہے۔چوں کہ تحویلِ سرطان پر خطِ استواء سے سورج کا سب سے بڑا میل ۲۳/ درجہ ۲۸/ قدم شمالی ہوتا ہے، جب کہ تحویل جدی پر ۲۳/ درجہ ۲۸/ قدم جنوبی ہوجاتا ہے۔عدم یکسانیت کی یہ نزاکت کوئی صاحبِ فن ہی سمجھ سکتا ہے۔یہ نکتہ عوام کی سمجھ سے بالا تر ہے۔مختصر یہ کہ علم ہیئت وتوقیت جسکا سیکھنا میں سمجھتا ہوں فی زمانہ مسلمانوں کے لیے فرض کفایہ ہے،اس سے بالعموم بے اعتنائی برتی جارہی ہے۔جس کا نتیجہ ہے کہ اکثر علمائے کرام بھی ہر ایک معاملے میں خواہ دینی ہو یا دنیوی ، انٹرنیٹ ہی پر انحصار کرنے لگے ہیں۔جن علمائے کرام نے انٹرنیٹ کی تحقیقات کو منزل من اللہ سمجھ رکھا ہے شاید وہ انٹرنیٹ کے فریب سے واقف نہیں ہیں۔اگر واقف ہوتے تو ہرگز یہ نہیں کہتے کہ نماز پنج گانہ کے لیے تقویم (نظام الاوقات) بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ ایک صاحب کا کہنا تھا کہ پورے سال کی تقویم انٹرنیٹ پر ڈالی ہوئی ہے، وہ سحر وافطار اور اوقات پنج گانہ کے ادراک کے لیے کافی ہے۔اُنہیں معلوم نہیں ہے کہ انٹرنیٹ پر موجود نہ طول و عرض کی کوئی فہرست قابل اعتبار ہے اور نہ اوقات نماز کی کوئی جدول۔حقیقت یہ ہے کہ آج پوری دنیا میڈیا کے چنگل میں ہے، اور خاص طور پر الیکٹرونک میڈیا یہودیوں کے قبضہ میں ہے اور اس کا خاص نشانہ ''اسلام'' ہے۔اس لیے موجودہ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ اسلام کی اہم ترین عبادت نماز اور روزہ کی صحیح وقت پر ادائیگی کے لیے امت کے علمائے ہیئت وتوقیت نے تخریجِ اوقاتِ صلوٰۃ کے جو اصول مرتب کئے ہیں،اُس اصول کے تحت اصحاب فن اپنی تحقیق سے استخراجِ اوقات کا کام انجام دیں، نہ کہ انٹرنیٹ جیسی کسی بھی تکنیکی ایجادات واکتشافات پر اعتماد کریں ،اس لیے کہ یہ تمام چیزیں بالواسطہ یا بلاواسطہ یہودیوں ،نصرانیوں اور اسلام دشمن عناصر کے زیر اثر ہیں۔اِنھی وجوہات کی بنا پر راقمُ السطور نے حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب قاسمی مدظلہ عالی قاضی مرکزی امارت شرعیہ بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ کے عندیہ وایما پر ایک رسالہ مسمیٰ بہ ''معیار الاوقات لاداء الصوم والصلوٰۃ'' کی تدوین کی ،جس میں آکسفورڈ اٹلس کی طول وعرض سے متعلق منسلک فہرست یا انٹرنیٹ پر اعتماد کیے بغیر معتمد علیہ اٹلس (The TTK ATLAS OF INDIAN STATES WITH FOUR METRO MAPS) سے از خود پیمائش کے بعد ۶/ ریاستوں بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ، تلنگانہ، مغربی بنگال اور اترپردیش کے مطلوبہ مقامات کے تفاوت وتفاضل کی فہرست تیار کی اور ۱۶/ تا ۳۰/ درجہ عرض البلد شمالی کی جدولیں ہندوستان کے معیاری وقت ۸۲/ درجہ ۳۰/ قدم شرقی کے لحاظ سے تیار کردی ہے۔خواہش تھی کہ ہندوستان کی تمام ریاستوں کے اوقاتِ صلوٰۃ تیار کریں، مگر مرض لقوہ اور نواسیر کی وجہ سے بقیہ ریاستوں کے اوقات تیار نہ کرسکا۔دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کی نعمت سے نواز دیں تا کہ حتی المقدور بقیہ ریاستوں کے اوقات بھی تیار کرسکوں ؛مگر جتنا بھی تیار ہوسکا تقریباً ۶/ ماہ قبل اس کی ایک عکسی کاپی موجودہ دور میں علمِ ہیئت وتوقیت کے ماہر حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رشادی (وانیم باڑی، تمل ناڈو) کی خدمت میں نظر ثانی کے لیے بھیجا تھا، مولانا ممدوح نے تقریباً تین ماہ کا اپنا قیمتی وقت صرف کرکے اس کی نظر ثانی کی اور کتاب میں تخریج کردہ اوقات کی جداول کو اصولِ توقیت کی بنیاد پر صحیح پا کر اپنے دستِ مبارک سے ایک تقریظ بھی لکھ کر ہمیں ارسال کی ہے۔میں حضرت موصوف کے لیے خدا سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم سب پر تادیر قائم رکھیں۔اس لیے کہ مولانا موصوف اپنے مدرسہ ''معدن العلوم'' وانیم باڑی تمل ناڈو میں خواہش مند حضرات کو علم ہیئت وتوقیت کا درس دے رہے ہیں، جسے آپ اسلاف کے علمِ گم گشتہ کے احیا سے تعبیر کرسکتے ہیں جو وقت کی اشد ضرورت ہے۔مولانا نے ہمیں فون پر بتایا کہ میں نے دارالعلوم دیوبند جا کر مہتمم صاحب سے جا کر کہا کہ'' آپ کچھ طالب علم کو علم ہیئت وتوقیت کی ترغیب دے کر میرے مدرسہ میں بھیجیں، میں انشاء اللہ چند ماہ میں انہیں ذی استعداد بنا کر واپس کرونگا اور پھر ان طلبا سے دارالعلوم اور اطراف کے مدارس میں اس علم کی تعلیم دلوائیں تا کہ یہ علم دوبارہ زندہ ہوسکے۔''

میں تمام علمائے کرام ،بالخصوص علمائے بہار سے گزارش کرونگا کہ جن صاحب کو علم ریاضی سے تعلق ہو وہ ضرور مدرسہ معدن العلوم وانیم باڑی، تمل ناڈو جا کر مولانا سے اس علم کو حاصل کریں، اس لئے کہ فی زمانہ اس علم کا سیکھنا علمائے امت کے لیے میرے خیال میں فرضِ کفایہ ہے۔یہ نامہ سیاہ چوں کہ دائم المریض ہو چکا ہے اور زندگی کے اکسٹھ سال گزارنے کے بعد مجموعۂ امراض بن کر تقریباً از کار رفتہ ہوچکا ہے، نا قابلِ اعتبار حیاتِ مستعار کا کچھ ٹھکانہ نہیں، اس لیے میں نے اپنے مذکورہ رسالے کی ایک ایک عکسی کاپی امارت شرعیہ بہار کے تین ذمہ داران حضرت مولانا انیس الرحمن صاحب قاسمی ، ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ صاحب قاسمی ، نائب ناظم امارت شرعیہ اور حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار، کی خدمت میں پیش کردی ہے۔

ٹریفک کا نظام؛ تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

مفتی محمد امام الدین قاسمی

اسلام ایک مکمل دستور حیات ہے اس کی تعلیمات زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے، خواہ ان کا تعلق عقیدہ سے ہو یا عبادات سے ، اخلاقیات سے ہو یا معاملات اور معاشرت سے ، شریعت اسلامیہ لوگوں سے اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ وہ ان تمام حقوق کی پاسداری کریں جو ان پر عائد ہوتی ہیں۔مسلمانوں پر جو حقوق ایک دسرے کے تیئں ہیں ان میں سے ایک حق راستے اور اس کے راہگیر کا ہے۔راستے سے مراد صرف گلی یا سڑک کا راستہ نہیں بلکہ اس کے مختلف مفہوم ہیں محلّہ یا تعلیمی اور دفاتر میں جانے والا راستہ سب اس میں شامل ہے۔ان راستوں کے کچھ حقوق ایک جیسے ہیں اور کچھ الگ ہیں۔راستہ کے تعلق سے بہت ساری احادیث مروی ہیں۔ایک حدیث میں حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''ایا کم والجلوس بالطر قات فقالوا یارسول اللہ مالنابد من مجا لسنا نتحدث فیھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاأ بیتم الا المجلس فا عطو االطریق حقه قالو اوماحقه قال غض البصر و کف الاذی وردالسلام والامربالمعروف والنھی عن المنکر،، تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو، صحابہ کرام نے عرض کیا: ہماری مجبوری ہے کہ ہم مجلس لگاتے ہیں اور آپس میں بات چیت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اگر اتنی ہی مجبوری ہے تو راستے کا حق ادا کرو، صحابہ نے پوچھا راستے کا حق کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا نگاہوں کو جھکا کر رکھو، تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹاؤ، سلام کا جواب دو اور اچھی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے روکو (بخاری شریف) اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے پانچ بنیادی باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے ایک انسان صحیح معنوں میں راستے کا حق ادا کرسکتا ہے پہلی بات جس کی طرف توجہ دلائی وہ ہے غض بصر یعنی نگاہ نیچی رکھنا، اس کی دلیل قرآن کریم میں ہے۔آپ کہہ دیجئے مومنوں سے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکی کا باعث ہے اور اللہ کو ان کے اعمال وافعال کی خبر ہے۔(سورہ نور: ۳۰) دوسرا راستے سے تکلیف دہ اشیاء کو دور کرنا، کیونکہ راستہ عام لوگوں کے فائدہ کے لیے بنایا جاتا ہے۔حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ساٹھ یا ستر سے زیادہ شاخیں ہیں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا اور کمتر درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے۔(متفق علیہ)

راستوں سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث مبارکہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔حضرت ابو ذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو جنت میں ٹہل رہا تھا اس نے صرف یہ نیکی کی تھی کہ ایک کانٹے دار درخت کو جس سے راستے پر چلنے والے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی راستے سے کاٹ دیا تھا۔ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے راستہ میں ایک درخت کی ٹہنی کو لٹکتے ہوئے دیکھا جس سے لوگوں کو گزرتے وقت تکلیف ہوتی تھی اس نے کہا خدا کی قسم! میں اس ٹہنی کو کاٹ کر ہٹا دونگاں تا کہ لوگوں کو یہ تکلیف نہ دے اس کے اس عمل پر اللہ تعالی نے اس کو بخش دیا (مسلم شریف) تیسرا اسلام کا جواب دینا، قرآن کریم میں ہے اور جب تمہیں کوئی سلام کرے تو اسے سلام کا بہتر جواب دو یا کم سے کم اتنا ہی لوٹا دو (سورہ نساء ۸۶) چوتھا نیک بات کی تلقین کرنا اور پانچواں بری بات سے روکنا۔قرآن کریم میں ہے تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں (سورہ آل عمران ۱۰۴) ایک حدیث حضرت ابوطلحہؓ سے بھی مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک بار گھر کے سامنے بیٹھ کر باتیں کررہے تھے کہ رسول ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تم لوگ راستے پر کیوں بیٹھ جاتے ہو اس سے بچو، ہم نے عرض کیا کہ ہم ایسے کام کے لئے بیٹھے ہیں جس میں کوئی حرج نہیں ہے ہم تو آپس میں باتیں اور تبادلۂ خیال کے لئے بیٹھتے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر کرنا ہی ہے تو اس کا حق ادا کرو۔(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

آزادیٔ ہند میں مسلمانوں کا کردار

ایم شفیع میر

یوں تو ہندوستان کو آزاد ہوئے 71 برس گزر گئے؛ لیکن آزادیٔ ہند کا جو احساس گذشتہ سال دیکھنے کو ملا، وہ شائد ہی اس سے قبل کہیں دکھائی دیا ہوگا، ملک کے وفاداروں نے 71 ویں یوم آزادی پر اپنی وفاداری کا ثبوت کس کس طرح پیش کیا، اسے بیان کرنا محال ہے؛ کیونکہ آزاد ہندوستان کے بعد ہر سال یوم آزادی کے دن جھنڈے کو سلامی دی جاتی ہے، ملک بھر میں اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور نہ جانے کہاں کہاں دیش کا ترنگا لہراتا نظر آتا ہے، جو اپنی آزادی کے گیت گا گا کر یہ کہتا ہے کہ اب ہندوستان گوروں سے آزاد ہے۔

جی ہاں! آزادی کا یہ جشن مبارک؛ لیکن آزادی کے اس دن پر قوم کو کیا درس دیا جانا چاہیے، اس سے فرقہ پرستوں پر مشتمل ایک ٹولا جو کہ اس وقت حکومت ہند کے اعلیٰ منصب پر براجمان ہے کو کوئی تعلق واسطہ نہیں، انہیں اگر واسطہ ہے تو ملک میں ہندوتو قائم کرنے کا۔ آزادی ہند کے ان دعویداروں کو یاد نہیں کہ جس آزادی کا جشن ہم اپنے کسی ذاتی، یا خاص مقصد کیلئے منا رہے ہیں، اُس میں ہندوستان کے ہی نہیں؛ بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کا بھی اہم کردار ہے، جشن آزادی منانا یہاں کے کسی خاص طبقہ، یا مذہب کے ماننے والوں کا حق نہیں؛ بلکہ یہاں کے ہر باشندے کا فرض ہے؛ لیکن ملک کو تباہی کی طرف دھکیلنے والوں نے اپنے کسی ذاتی مفاد کی خاطر آزادیٔ ہند کو مذہبی رنگت دیکر آزادی کا جشن منایا، یہ ثابت کرنے کیلئے کہ یہ ملک کسی ایک مذہب کے ماننے والوں کی جاگیر ہے، تخت اقتدار پر قابض اِس فرقہ پرست ٹولے سے اگر جشن آزادی کے معنی ومفہوم پوچھے جائیں تو کچھ بتانے سے قاصر رہیں گے ہی؛ بلکہ تاریخ کو ٹٹولا جائے تو اقتدار کی کرسی پر بیٹھے یہی لوگوں آزادی مجاہدوں کے قاتل ثابت ہوں گے، جشن آزادی کو حقیقی مقصدیت کو بدل کر اس جشن کو اس قدر کڑے رُخ کے ساتھ منایا گیا کہ جیسے دیگر مذہب کے ماننے والوں کا آزادیٔ ہند میں کوئی کردار ہی نہیں۔

ملک کو ہندوتو میں تبدیل کرنے والوں کو کیا آزادی کے جشن کے مناتے تمھیں گاندھی جی کا یہ جملہ کہ ''ہندو مسلم، سکھ، عیسائی۔۔۔ آپس میں ہیں بھائی بھائی'' کا نعرہ بھول جانا چاہیے تھا، جو انہوں نے آزادیٔ ہند کے وقت دیا تھا اور ملک کے ہر مذہب کے لوگوں کا آزادیٔ ہند میں اپنی جانیں قربان ہونے کی گواہی دی تھی، اگر یہ حقیقت آئینے کی طرح تمہارے سامنے عیاں ہے اور تاریخ گواہ ہے تو پھر کیوں یوم آزادی کے موقعہ پر آزادی کے جشن کو مذہبی رنگت دیکر ''ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی۔۔۔ آپس میں ہیں بھائی بھائی'' کے نعرہ کو خاک میں ملایا اور ہندوستان کی جمہوریت پر وہ سیاہ داغ لگا دیا، جو سات سمندروں کے پانی سے بھی دھویا نہیں جا سکتا، سنگھ پریوار نے آزادیٔ ہند کے دن کو منانے کا وہ انداز اپنایا کہ دیگر مذاہب کے لوگ گھبرا کر تاریخ کے اوراق پلٹنے لگے کہ کیا سچ میں ہمارے رہنماؤں کا آزادیٔ ہند میں کوئی کردار نہیں ہے؟ لیکن جہاں جہاں دیکھا اور جب جب تاریخ کا مطالعہ کیا تو تاریخ کے اوراق گواہ ہیں مسلم رہنماؤں نے کس طرح سے ہندوستان کو آزاد کرنے میں اپنی جانوں کا نظریہ پیش کیا ہے۔

آزادیٔ ہند میں مسلم رہنماؤں کا کردار دیگر مذاہب کے رہنماؤں سے زیادہ رہا ہے، جس کی تاریخ گواہی دے رہی ہے، تاریخ کا ایک ایک ورق مسلم رہنماؤں کے آزاد ہندوستان کا اہم حصہ قرار دینے کی گواہی پیش کر رہی ہے۔ یہاں موجودہ دور کا ہندو رہنما اس تمام کو جھٹلانے کیلئے اس قدر بچگانہ حرکتیں انجام دیئے جا رہا ہے، گویا کوئی بچہ اپنے والدین سے یہ کہہ رہا ہو کہ آپ میرے وارث نہیں، اپنے گندے ذہنوں کو ٹٹولو، تاریخ کا مطالعہ کرو، تم ملک کا نام بدل سکتے ہو، تم اسکیموں کا نام بدل سکتے ہو، تمہاری سوچ بدل سکتی ہے، تم طرح طرح کی اداکاری اور جھوٹے دعوے کر کے لوگوں کے ذہنوں کو منتشر کر سکتے ہو؛ لیکن یاد رکھو تم چاہیے لاکھ اداکاری دکھاؤ، تاریخ کا ایک ورق بھی آپ بدلنے میں ناکام رہو گے؛ کیونکہ تاریخ کسی اسکیم یا کسی کی سوچ بدلنے کا نام نہیں، تاریخ کبھی بدلی نہیں جاتی، اگر تاریخ بدلی جاتی تو پھر تاریخ سے انگریزوں کا نام کیوں نہیں ختم کیا جاتا، جنھوں نے ہندوستان کو اپنا غلام بنا کر رکھا تھا؛ لیکن تاریخ میں ان کا نام ضرور رہے گا، تاریخ ہر اچھے اور برے وقت اپنے صفحوں پر رقم کر لیتی ہے۔

تاریخ کو بدلنے والو! آپ اس وقت جو تاریخ کے بدلنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہو، آنے والے دور میں آپ کی یہ کارستانیاں بھی تاریخ کا حصہ بنیں گی، بس فرق صرف اتنا ہوگا کہ تمہیں تاریخ میں برے القاب سے رقم کیا جائے گا؛ اس لئے تاریخ کو بدلنے سے قبل اپنے گریبان میں جھانک لینا چاہیے، تم تاریخ کے اوراق سے وہ ایک ورق بھی نہیں بدل سکتے، ہندوستان کسی ایک مذہب کے ماننے والوں کی جاگیر نہیں؛ بلکہ مختلف مذاہب، ذات اور ثقافتوں کا ملک ہے۔

خود کو اصلی ہندوستانی بتلانے والے فرقہ پرست سیاست دانوں کو خوب اچھی طرح یہ حقیقت اپنے ذہن و دماغ میں بسا لینی چاہئے کہ جس مسلم قوم کے جیالوں نے نوے سالوں تک انگریزوں کی غلامی میں جکڑے ہوئے اس ملک کو آزادی سے ہمکنار کیا اور انہیں گوری چمڑیوں کے ہاتھوں ملک کی رہی سہی عزت لٹ جانے کے بعد اس کو ازسرنو شادابی و ہریالی سے واقف کرایا، وہ کسی بھی حال میں اس ملک کے دشمن نہیں ہو سکتے۔ ملک کی پر امن فضا میں نفرت گھولنے والے جھوٹی سیاست کے علمبرداروں کو یہ بات بھی یاد رکھنے چاہئے کہ مسلمانوں نے اور خاص طور سے علماء دین اور اکابر اسلام نے اس گلستان ہند کی آبیاری اپنے قلب و جگر سے کرتے ہوئے ضرورت پڑنے پر اس کے عوض اپنے جسموں کے سارے لہو غاصب و ظالم انگریزوں کو تول دئے اور انکے لگائے ہوئے پھانسی کے پھندوں کو اسی ملک کی آزادی کی خاطر خوشی خوشی اپنی گردنوں کی سلامی دی۔ آزادی ہند کی خاطر مسلمانوں کے آباء و اجداد کی یہ پیش کردہ قربانیاں ہر وقت اور ہر آن ان کے ذہنوں اور دلوں میں نئے جوش و ولولے پیدا کرتی ہیں اور تا قیامت کرتی رہیں گی، پھر یہ کہ وقت پڑنے پر جس قوم کا بچہ بچہ شوق شہادت میں رقص کرنے لگتا ہو، جس کے صالح نوجوانوں پر ایک خاص قسم کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہو اور جس کے بوڑھوں پر سابقہ جوانی لوٹ آتی ہو یہ سوچنا کہ وہ ان بزدل سیاسی لوگوں کی بھڑکیوں سے مرعوب ہو جائیں، یہ تصور نہایت بچکانہ سوچ اور ایک طرح کی مجنونانہ حرکت اور مجرمانہ عمل ہے۔ اگر کوئی ذی عقل و خرد شخص تاریخ کے انمٹ نقوش پر یقین رکھتے ہوئے حکومت و اقتدار کے نشہ میں بدمست ہو کر اس طرح کی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے تو وہ اس کی ذہنی بیماری کا عکاس ہے۔

ہندوستان کو آزاد کرنے میں جتنی قربانیاں مسلم رہنماؤں نے دی، اس سے زیادہ دیگر مذاہب کے رہنماؤں نے نہیں دی ہیں۔ ہاں! اتنا ضرور ہے کہ رہنمائی کا سب سے بڑا چہرہ گاندھی کے طور پر سامنے آیا ہے جو کہ ایک ہندو تھا؛ لیکن اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کی قربانیوں کو فراموش کیا جائے؛ اس لئے آزادیٔ ہند کی تاریخ میں مسلمانوں کی قربانیوں کو جھٹلانے کے بجائے تاریخ کو پڑھیں، یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ ہندوستان کو آزادی دلانے میں مسلمانوں کا قد کس قدر بلند اور ارفع ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو، پٹیل؛ بلکہ گاندھی جیسے غیر مسلمین نے بھی مسلمانوں کی وطن عزیز کو آزاد کرنے کی خاطر دی گئی قربانیوں اور کوششوں کی ستائش کی ہے۔

آج اگر ملک کو ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی جیسے عظیم اتحاد کے توڑ کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہیں؛ تاکہ کسی طرح سے تاریخ میں رقم آزادیٔ ہند میں مسلمانوں کی ناقابلِ فراموش قربانیوں کو مٹا کر تاریخ کو بدلا جا رہا ہے تو کیا اس سب گھناؤنی سوچ سے تاریخ میں رقم مسلمانوں کی قربانیوں کو مٹایا جا سکتا ہے؟ کیا اس طرح آر ایس ایس اور بھاجپا کے ناپاک عظائم کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں آر ایس ایس اور بھاجپا کے چند شر پسند عناصر نے ملک کو اپنی جاگیر سمجھ کر اقلیتی طبقہ کو زیر کرنے کے طرح طرح کے حربے اپنائے؛ لیکن ان کا ہر ناپاک حربہ ناکام ثابت ہو رہا ہے۔

ملک میں آر ایس ایس اور بھاجپا نے اس قدر نفرتوں کا بازار گرم کر رکھا ہے کہ ہندو جو اپنی ذاتی سوچ سے ایک مسلمان کو اپنا بھائی سمجھتا تھا؛ لیکن حکومتِ وقت کی غلط اور غلیظ پالیسوں نے اُسے اتنا سنگ دل بننے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اب اپنے مسلمان بھائی کو اپنا دشمن سمجھنے پر مجبور ہے۔

کشمیر میں حکومتِ وقت کی ظلم و بربریت کی وجہ سے آج بھی سینکڑوں ایسی مساجد ہیں جنہیں مقفل رکھا گیا ہے، مساجدوں میں عبادت پر پابندی حکومتِ وقت کے نئے ہندوستان بنانے کا اہم قدم ہے، جس سے ہندوستان جو کبھی جمہوری ملک کہلاتا تھا، عالمی سطح پر بدنامی سے دوچار ہوگا، اس طرح کے گھناؤنے عمل سے ڈیجیٹل انڈیا کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا؛ بلکہ ملک دن بدن نفرتوں کی گرفت میں اس قدر جکڑا جائے گا کہ عالمی سطح پر جمہوری ملک کہلانے والا ہندوستان بدنام ہوگا۔

جب جب دین اسلام میں تمہاری مداخلتیں عروج پر آئیں گی، تب تب ملک جمہوری طور پستی کی جانب جاتا رہے گا، جب جب تم مسلمانوں کو زیر کر کے انہیں ہندوستان دشمن ثابت کرنے کے بہانے گڑھنے کی کوشش کرتے رہو گے، تب تب تاریخ تمہارے کارناموں پر تھوکے گی۔ تم آزادء ہند کے سر چڑھے نشے میں مسلمانوں کے مذہب کو نشانہ بناؤ گے تاریخ تمھیں معاف نہیں کرے گی۔ کسی مذہب کے ماننے والے کو اس کے مذہب کے مطابق عبادت کرنے سے روکنا آزاد ہندوستان کی مثال نہیں ہو سکتی ہے؟؟ یہ محض اُن فرقہ پرست اور نفرت پرست عناصر کی کارستانیاں ہو سکتی ہیں جو ملک کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیوں کو مٹا کر تاریخ بدلنا چاہتے ہیں۔

یہ تھے ہمارے اسلاف جنہوں نے تن کے گورے من کے کالوں کے ناپاک قبضہ سے وطن عزیز ملک ہندوستان کو آزاد کرانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں، ان بزرگان دین نے اپنے تن من دھن کی بازی لگا دی اور پیہم جدوجہد اور مسلسل کاوش کے ذریعہ انگریزوں کے استبدادی پنجے سے وطن عزیز کو نجات دلایا، حتی کہ ۲۷ رمضان المبارک کی مقدس شب ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا پیارا ملک آزاد ہوا۔ ملک کا گوشہ گوشہ ہمارے اسلاف کی قربانیوں کا شاہد ہے۔

چشم فلک نے ہندوستانی مسلمانوں کے کوہ کن عزم و حوصلے کو دیکھا کہ انہوں نے جب انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا تو اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے بعد ہی چین وسکون کی سانس لی۔ اس کے بعد بھی آج ایسے لوگ جن کا آزادی ہند میں کوئی قابل ذکر کارنامہ نہیں ہے، وہ مسلمانوں پر دہشت گردی کا الزام لگا کر انہیں طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے ستایا جا رہا ہے، انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے عزم و استقلال کا انگریز بھی قائل تھا، تاریخ پڑھیں، آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ انگریز مسلم اتحاد سے کس قدر خائف تھا۔ پھر آج ہمارے حب الوطنی پر شک کرنا اور اسے مشکوک قرار دینا انتہائی شرمناک اور بے ہودہ حرکت ہے؛ اس لئے ملک کے یہ ٹھیکیدار سمجھ جائیں کہ مخصوص نظریے کے تحت نئے ہندستان کا تصور مشکل، امن و امان اور اتحاد ناگزیر ہے۔

سماج کے مظلوم طبقات کی گرفتاری کا بڑھتا رجحان

ملک اور جیلوں میں مسلم آبادی کے تناسب میں بہت بڑا فرق بہت کچھ کہتا ہے

ہندوستان میں مذہبی بنیاد پر قیدیوں کے تعلق سے نیشنل ریکارڈ بیورو کی ایک اور رپورٹ آئی، حسب معمول اس میں بھی یہی بتایا گیا کہ جیلوں میں مسلم آبادی کا تناسب ملکی سطح پر ان کی آبادی کے تناسب سے زیادہ ہے۔ کیوں ہے یہ نہیں بتایا گیا، بس کہا گیا کہ زیر سماعت قیدیوں میں مسلمانوں کا تناسب 20.9% ہے اور سزا یافتہ قیدیوں میں 15.8% ہے۔ جب کہ مردم شماری 2011 کی رپورٹ بتاتی ہے کہ ملک میں مسلم آبادی کا تناسب صرف 14.2% ہے۔ یہی حال درج فہرست ذاتوں کا ہے۔ ملک میں ان کی آبادی کا تناسب 16.6% ہے، لیکن جیلوں میں ان سے تعلق رکھنے والے زیر سماعت قیدیوں کا تناسب 21.6% ہے اور سزا یافتہ قیدیوں کا تناسب 20.9% ہے۔ درج فہرست قبائل میں زیر سماعت قیدیوں کا تناسب 12.4% اور سزا یافتہ قیدیوں کا تناسب 13.7% ہے، جب کہ ملک میں ان کی آبادی کا تناسب 8.6% ہے۔ اگر مجموعی طور پر تینوں کو شمار کیا جائے تو ملک میں ان کی آبادی 29.4% ہے، لیکن زیر سماعت قیدیوں میں تناسب 54.9% اور سزا یافتہ قیدیوں میں 50.4% ہے۔ مسلمانوں کے تعلق سے گزشتہ سال بھی نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کی جو رپورٹ آئی تھی، اس میں بتایا گیا تھا کہ زیر سماعت قیدیوں میں ان کا تناسب 21.05% اور سزا یافتہ قیدیوں میں 16.38% ہے۔ 2014 کے مقابلہ میں 2015 میں مسلمانوں کے لیے حالات بہتر نہیں ہوئے بلکہ اور زیادہ خراب ہوئے ہیں۔ مہاراشٹر، تمل ناڈو، گجرات، مغربی بنگال، مدھیہ پردیش، دہلی، راجستھان، آندھرا پردیش، تلنگانہ، اتر پردیش اور جھارکھنڈ وہ ریاستیں ہیں، جہاں مسلم قیدیوں کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ کہیں ہر دوسرا تو کہیں ہر تیسرا یا چوتھا قیدی مسلمان نظر آتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہاں کی جیلیں ان ہی کے لیے بنائی گئی ہیں۔

2014 کی طرح سب سے خراب رپورٹ مہاراشٹر، مغربی بنگال، تمل ناڈو، گجرات، مدھیہ پردیش، دہلی اور راجستھان کی رہی، جہاں مسلمانوں کی آبادی سے دوگنا تناسب جیلوں میں رہا۔ ان ریاستوں میں مسلم آبادی بالترتیب 13,22,16,47,30,22 اور 16 فیصد ہے۔ سب سے خراب صورت حال مغربی بنگال کی ہے، جہاں نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کی رپورٹ کے مطابق تقریباً آدھے قیدی مسلم ہیں۔ اس کے بعد مہاراشٹر کا نمبر آتا ہے، جہاں ہر تیسرا قیدی مسلمان ہے۔

جب ہم زیر سماعت اور سزا یافتہ اور سزا یافتہ مسلم قیدیوں کے اعداد وشمار کا موازنہ کرتے ہیں تو دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق نظر آتا ہے۔ مہاراشٹر میں یہ فرق پورے دس فیصد کا ہے، جو بتاتا ہے کہ فرضی الزامات کے تحت مسلمانوں کو گرفتار کیا جاتا ہے، بعد میں جب مقدمات چلائے جاتے ہیں تو وہ بے قصور ثابت ہو جاتے ہیں اور باعزت رہا ہوتے ہیں، لیکن گرفتاری اور باعزت رہائی کے درمیان اتنے برسوں کا وقفہ ہوتا ہے کہ ان کا کیرئر تباہ ہو جاتا ہے اور وہ سماج میں عزت کے ساتھ زندگی گزارنے کے لائق نہیں رہتے۔ ایسے بہت سارے مسلمان ہیں جن کو فرضی الزامات کے تحت گرفتار کیا گیا اور ان کو اپنی بے گناہی ثابت کرتے کرتے دس سے بیس سال لگ گئے، اس دوران ان کا کنبہ بھی معاشی طور پر تباہ ہو گیا اور وہ بھی محتاج ہو گئے۔ ان کی اس بدحالی کی ذمہ داری کوئی بھی نہیں لیتا اور نہ ان کو کوئی معاوضہ دیا جاتا ہے۔

سسٹم ایسا بنا دیا گیا ہے کہ جو گرفتار ہو اسی کی غلطی مانی جاتی ہے، گرفتار کرنے والے کی کوئی غلطی نہیں مانی جاتی ہے۔ گرفتاری پر تو اسے انعام و ترقی دے دی جاتی ہے، لیکن غلطی ثابت ہونے پر سزا نہیں دی جاتی، یہی وجہ ہے کہ فرضی الزامات کے تحت مسلمانوں کی گرفتاری کا رجحان ملک میں بڑھتا جا رہا ہے۔ کیوں کہ وہ انعام و ترقی کا ذریعہ بن گئی ہے۔

ایک اور بات دیکھی جاتی ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان دہشت گردی کے الزام میں گرفتار کیا جاتا ہے، کورٹ میں اس کا مقدمہ بھلے ہی تین ماہ بعد فرد جرم عائد ہونے کے بعد شروع ہو، میڈیا میں اس کا ٹرائل فوراً ہی زور وشور سے چلنے لگتا ہے۔ ہفتوں اس کی من گھڑت اسٹوری چلائی جاتی ہے، لیکن بعد میں وہی جب باعزت رہا ہوتا ہے تو میڈیا اس کی خبر بھی نہیں دیتا۔ اس کا رویہ ایسا رہتا ہے، جیسے وہ صرف پولیس کا ترجمان ہے اور صرف اس کی مفروضہ کامیابیوں کو پیش کرے گا، ناکامیوں کو اجاگر نہیں کرے گا۔ اسی ایک جھلک کے سہارے انہوں نے جیل کی شیٹ میٹل کارخانے میں ماسٹر کی (شاہ کلید) بنالی اور 25 فٹ کی اسٹیل کی سیڑھی بنایا اور اس کی مدد سے بھاگ کھڑا ہوا، 2015 میں ڈرگ مافیا گروپ دی سینا لوا کارٹل کا ہیڈ ایل چیپو عرف گزمین میکسیکو سٹی سے پچاس کلو میٹر دور الٹپ لینو جیل سے سرنگ لگا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا، سرنگ اس کے سیل تک بنائی گئی تھی اور اس میں روشن دان موٹر بائک اور آکسیجن تک کا انتظام کیا گیا تھا، 2001 میں بھی وہ اسی طرح بھاگا تھا۔

جیل بریک کے واقعات کے باوجود بڑی تعداد میں دنیا کے مختلف ملکوں میں سزا یافتہ اور غیر سزا یافتہ مجرمین اور ملزمین بند ہیں، امریکہ 2193798 فی لاکھ 737، چین میں 1548498 فی لاکھ 118، روس میں 874161 فی لاکھ 615، برازیل میں 371482 فی لاکھ، 193 میکسیکو میں 214450 فی لاکھ 196، یوکرین میں 162602 فی لاکھ 360، جنوبی افریقہ میں 158501 فی لاکھ 334، پولینڈ میں 89546 فی لاکھ 235، انگلینڈ میں 80002 فی لاکھ 148، جاپان میں 79052 فی لاکھ 62، کینیا میں 47036 فی لاکھ 134 شمالی آئر لینڈ 1375 فی لاکھ 79 اور ہندوستان میں 332112 فی لاکھ آبادی پر 30 قیدیوں کا اوسط ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں جرائم کا تناسب دوسرے ملکوں سے کم ہے۔

تعداد کم ہو یا زیادہ، ضرورت اس بات کی ہے کہ قید و بند کی زندگی میں ان سے صرف محنت نہ کرائی جائے بلکہ ان کے اندر اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا کرنے کی جدوجہد کی جائے، ان کا نظام الاوقات ایسا بنایا جائے کہ ان کے اندر انسانیت جاگ سکے اور جب بھی وہ قید سے باہر آئیں تو سماج کے لیے بہتر انسان اور ملک کے لیے اچھے شہری ثابت ہو سکیں، آج صورت حال یہ ہے کہ شریف آدمی بھی جیل جا کر شرافت بھول جاتا ہے اور چھوٹا موٹا مجرم جب جیل سے باہر آتا ہے تو وہ بڑی مجرمانہ ذہنیت لے کر باہر آتا ہے، حکومت کو اس رویے میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے، تاکہ جیل، ملزموں اور مجرموں کے لیے ''اصلاح گھر'' بن سکے۔

جمہوریت خطرے میں ہے!!!

ملک کی عدالتی تاریخ میں پہلی بار سپریم کورٹ کے چار سینئر ترین جج صاحبان نے کی پریس کانفرنس

سپریم کورٹ آف انڈیا کے چار سینئر ترین ججوں نے ایک خط اور پریس کانفرنس میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی اتھارٹی کو چیلنج کیا ہے۔ ایک خط اور پریس کانفرنس میں ان چاروں جج صاحبان نے کہا ہے کہ چیف جسٹس عدالتی اصولوں کے خلاف اپنی پسند کے مطابق مختلف بینچوں کو کیسز متعین کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ جب تک عدالتی ضابطہ کار کی پاسداری نہیں کی جائے گی تو ملک میں جمہوریت نہیں رہے گی۔ یہ پہلی بار ہے کہ سپریم کورٹ کے جج صاحبان نے پریس کانفرنس کی ہے۔

جن چار سینئر ترین جج صاحبان نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے خلاف پریس کانفرنس کی ہے، ان میں جسٹس جے چلا سپیشمر، جسٹس رانجن گوگوئی، جسٹس مدن لوکر اور جسٹس کرین جوزف۔ یہ پریس کانفرنس سپریم کورٹ کی ریذیڈنس پر ہوئی۔ سپریم کورٹ کے دوسرے سینیر ترین جج جسٹس جے چلا سپیشمر نے کہا: ''ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ اگر یہ ادارہ نہیں بچا تو اس ملک میں جمہوریت نہیں بچ سکے گی اور نہ ہی کسی اور ملک میں، ایک انصاف پسند عدلیہ اچھی جمہوریت کے لیے لازمی ہے۔ انھوں نے مزید کہا ''چونکہ ہماری تمام تر کوششیں بے سود ثابت ہوئیں، یہاں تک کہ آج صبح بھی ہم چیف جسٹس کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی۔ لیکن ان کے ساتھ ان کے پوائنٹ پر متفق نہیں ہو سکے۔ اس کے بعد ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ ملک کو بتایا جائے کہ عدلیہ کا خیال کرو۔ جسٹس جے چلا سپیشمر نے مزید کہا: ''میں نہیں چاہتا کہ ۲۰/سال بعد اس ملک میں ایک سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص کہے کہ جے چلا سپیشمر، رانجن گوگوئی، مدن لوکر اور کورین جوزف نے اپنا ضمیر بیچ دیا۔'' واضح ہو کہ عدالتی ضوابط کے مطابق جج صاحبان میڈیا سے براہ راست بات نہیں کرتے تاکہ مقدمات میں غیر جانبدار رہیں۔ اس لیے ہندوستان کی عدالتی تاریخ میں یہ نادر واقعہ سمجھا جا رہا ہے۔ سپریم کورٹ کے چار سینئر ترین ججوں کی جانب سے پریس کانفرنس کے باعث وزیر اعظم نریندر مودی نے وزیر قانون روی شنکر کے ساتھ فوری طور پر ملاقات کی۔ ان چار جج صاحبان نے چیف جسٹس کے نام ایک خط بھی لکھا ہے جس میں سپریم کورٹ کے ''چند عدالتی احکامات'' پر خدشات کا اظہار کیا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ان احکامات کی وجہ سے عدالتی کارروائی متاثر ہو رہی ہے۔ انھوں نے خط میں لکھا ہے کہ ان کے پاس میڈیا سے بات کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کیونکہ چیف جسٹس دیپک مشرا نے ان کے ذریعہ ظاہر کیے گئے خدشات کو سننے سے انکار کر دیا تھا۔ جن چار ججوں نے پریس کانفرنس کی، ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جسٹس جے چلامیسور:

۲۳/ جولائی ۱۹۵۳ء میں آندھرا پردیش میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے طبعیات پڑھی اور ۱۹۷۶ء میں لا (LAW) کیا۔ ۱۹۹۵ء میں وہ ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل بنے۔ گواہاٹی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس رہنے کے بعد وہ ۲۰۱۱ء میں سپریم کورٹ کے جسٹس بنے۔

جسٹس رانجن گوگوئی:

جسٹس گوگوئی ۱۸/نومبر ۱۹۵۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۸ء میں وکیل بنے۔ گواہاٹی ہائی کورٹ میں وکالت کرنے کے بعد ۲۰۰۱ء میں وہ گواہاٹی ہائی کورٹ کے جج تعینات ہوئے۔ ۲۰۱۰ء میں وہ پنجاب و ہریانا ہائی کورٹ ٹرانسفر ہوئے۔ اور ۲۰۱۲ء میں وہ سپریم کوٹ کے جسٹس تعینات ہوئے۔

جسٹس مدن لوکر:

جسٹس مدن ۳۱/دسمبر ۱۹۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۷۷ء میں دہلی یونورسٹی سے لا (LAW) کیا۔ انھوں نے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں وکالت کی۔ وہ ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۶ء تک سینٹرل گورنمنٹ ایڈووکیٹ رہے۔ ۲۰۱۲ء میں سپریم کورٹ کے جسٹس تعینات ہوئے۔

جسٹس کرین جوزف:

جسٹس کورین جوزف ۳۰/نومبر ۱۹۵۳ء میں کیرالا میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے ۱۹۷۹ء میں کیرالا ہائی کورٹ میں وکالت شروع کی۔ وہ ۲۰۰۰ء میں کیرالا ہائی کورٹ میں جج تعینات ہوئے۔ وہ ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۳ء تک ہماچل پردیش کے چیف جسٹس رہے اور ۸/مارچ ۲۰۱۳ء کو سپریم کورٹ کے جسٹس تعینات ہوئے۔ وہ ۲۹/نومبر ۲۰۱۸ء میں رٹائر ہوں گے۔

s\MD ASADULLAH\Downloads\15.01.2018 Naqueeb.inp 01/05/39 01:58 & PAGE 8 (1,1)

سید محمد عادل فریدی

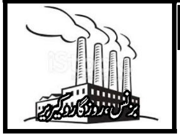

امریکہ ایران سے جوہری معاہدہ ختم نہیں کرے گا

امریکی حکام کا کہنا ہے کہ صدر ڈونالڈ ٹرمپ ایران کے خلاف معطل کی جانے والی اقتصادی پابندیوں کو برقرار رکھیں گے لیکن اس سے ۲۰۱۵ء میں طے پانے والا جوہری معاہدہ خطرہ میں نہیں پڑے گا۔ یورپی طاقتوں کا کہنا ہے کہ یہ معاہدہ عالمی سلامتی کے لیے اہم ہے۔ واضح ہو کہ ایران اور چھ عالمی طاقتوں کے درمیان طے پانے والے اس معاہدے کے ذریعہ ایران پر امریکہ اور عالمی طاقتوں کی جانب سے عائد پابندیوں کو معطل کیا گیا تھا، جبکہ ایران نے اپنا جوہری پروگرام محدود کرنے کی حامی بھری تھی۔ تاہم امریکہ کی جانب سے دہشت گردی، انسانی حقوق اور بیلسٹک میزائل کی تیاری کے حوالے سے الگ سے پابندیاں تا حال قائم ہیں۔ (بی بی سی لندن)

سعودی عرب کا خواتین کو محرم کے بغیر ویزا دینے کا اعلان

سعودی حکومت نے خواتین کو سیاحت کے لیے بغیر محرم کے ویزا دینے کا اعلان کر دیا۔ ڈائریکٹر جنرل کمیشن لائسنس ڈپارٹمنٹ عمر المبارک کے مطابق خواتین سیاحتی ویزے پر تنہا بھی سعودی عرب آسکیں گی، اس کے لیے ان کے ساتھ خاندان کے کسی فرد یا محرم کا ہونا ضروری نہیں تاہم ۲۵/سال سے کم عمر خواتین کے لیے محرم ہونا لازم ہوگا۔ عرب حکام کے مطابق سیاحتی ویزے کی میعاد ۳۰/دن ہوگی اور ۲۵/سال یا اس سے بڑی عمر کی خاتون اکیلے سعودی عرب آنے کی مجاز ہوگی۔ اہل خانہ کے ہمراہ سیاحتی ویزے پر آنے والے ہر فرد کا الگ الگ ویزا ہوگا اور ایک ویزا ایک ہی شخص کے لیے ہوگا۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

فحش وڈیوز شیئر کرنے پر عرب خاتون کو ایک سال قید اور ڈھائی لاکھ درہم جرمانہ

متحدہ عرب امارات کی عدالت نے سوشل میڈیا پر فحش وڈیوز شیئر کرنے کے جرم میں ایک خاتون کو ایک سال قید اور 250,000 درہم (4323148.47 روپئے) جرمانے کی سزا سنائی ہے۔ متحدہ عرب امارات کی ریاست ابو ظہبی کی وفاقی عدالت نے عرب خاتون کو سوشل میڈیا پر غیر اخلاقی مواد کی تشہیر اور شیئرنگ کا مرتکب قرار دیتے ہوئے اخلاقی اقدار کی پامالی کرنے اور سائبر قوانین کی خلاف ورزی کا مجرم ٹھہرایا ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

امریکہ نے ایل سلواڈور کے دو لاکھ باشندوں کا پرمٹ رد کیا

ٹرمپ انتظامیہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ ملک میں رہنے اور کام کرنے والے دو لاکھ ایل سلواڈور کے شہریوں کے پرمٹ منسوخ کر دے گا۔ ۲۰۰۱ء میں وسطی امریکہ کے اس ملک میں زلزلے آنے کے بعد امریکہ نے انسانی بنیادوں پر بنائے گئے پروگرام ''ٹیمپوریری پروٹیکٹڈ اسٹیٹس'' (ٹی پی ایس) کے تحت لوگوں کو یہ پرمٹ دیے تھے۔ ٹی پی ایس کے بغیر ایل سلواڈور کے شہریوں کو بہت مشکلات کا سامنا ہوگا اور انھیں گرفتار اور ملک بدر کیا جا سکتا ہے۔ (بی بی سی لندن)

اب ایڈریس پروف کے طور پر پاسپورٹ کا استعمال نہیں ہوگا

وزارت خارجہ کے اعلان کے مطابق اب پاسپورٹ کا استعمال ایڈریس پروف کے طور پر نہیں ہو سکے گا۔ وزارت نے اعلان کیا ہے کہ اب پاسپورٹ کا آخری صفحہ پرنٹ نہیں ہوگا، فی الحال پاسپورٹ کے آخری صفحے پر پاسپورٹ کے حامل کے والد کا نام، ماں کا نام، بیوی/شوہر کا نام، قانونی گارجین کا نام اور پتہ موجود ہوتا ہے۔ اب نئے حکم کے مطابق آخری صفحہ خالی رہے گا، حالانکہ یہ ساری معلومات وزارت خارجہ کے سسٹم میں موجود رہیں گی۔ وزارت خارجہ نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ اب ای سی آر کیٹگری کے پاسپورٹ نارنجی رنگ کے جاری کیے جائیں گے اور ای سی این آر پاسپورٹ معمول کے مطابق نیلے رنگ کے۔ (سنڈی کیٹ نیوز بیورو)

اسرو نے کارٹوسیٹ 2 کے ساتھ تیس سٹلائیٹس کو کامیابی کے ساتھ خلاء میں بھیجا

ہندوستانی خلائی ایجنسی (اسرو) نے 31 سٹلائیٹس بشمول کارٹوسیٹ 2 سلسلہ کی سٹلائیٹس کو کامیابی کے ساتھ آندھرا پردیش کے ستیش دھون خلائی مرکز سے روانہ کیا ہے۔ یہ اسرو کی سال کی پہلی کامیابی ہے کیونکہ نئے سال کے موقع پر پہلی مرتبہ اسرو کی جانب سے سٹلائیٹس کو چھوڑا گیا ہے۔ چار مرحلہ والے پی ایس ایل وی سی 40 کو کامیابی کے ساتھ جمعہ کے دن صبح 9 بجکر 29 منٹ پر چھوڑا گیا۔ (یو این آئی)

چٹ فنڈ کیس میں 20 سے زائد ٹھکانوں پر سی بی آئی کے چھاپے

مرکزی تفتیشی بیورو (سی بی آئی) نے چٹ فنڈ کیس کی تحقیقات کے سلسلے میں جمعہ کو مغربی بنگال میں کولکاتہ سمیت 20 مختلف مقامات پر چھاپہ ماری کی۔ سی بی آئی نے ایک بیان جاری کر کے بتایا کہ چٹ فنڈ کیس کے ملزمان کی رہائش گاہ سمیت سرکاری ٹھکانوں پر چھاپہ ماری کی گئی۔ چھاپہ ماری کے دوران کیس سے جڑے کئی حساس دستاویزات برآمد کئے گئے ہیں۔ (یو این آئی)

ججوں کے مابین اختلافات جلد ختم ہو جائیں گے: اٹارنی جنرل

سپریم کورٹ کے چار سینئر ججوں کے غیر متوقع اور غیر معمولی پریس کانفرنس کے بعد شروع ہونے والے تنازعہ کے درمیان اٹارنی جنرل کے کے وینوگوپال نے امید ظاہر کی ہے کہ جلد ہی یہ تنازعہ ختم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ چیف جسٹس دیپک مشرا عدالت عظمی کے دیگر تمام ججوں کے ساتھ کل ملاقات کر کے اختلافات کو دور کریں گے۔ دوسری جانب حزب اختلاف نے اس معاملہ میں سرکار کو گھیرنا شروع کر دیا ہے۔ مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے سپریم کورٹ کے ججوں کی چیف جسٹس کے خلاف بغاوت کو افسوس ناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ عدالتی نظام میں مرکزی حکومت کے مداخلت کی وجہ سے ''عدالتی جمہوریت خطرے میں پڑ گئی ہے۔ (یو این آئی)

اصلاح معاشرہ کا کام اپنی ذات اور اپنے گھر سے شروع کیا جائے: ناظم امارت شرعیہ

امارت شرعیہ کی طرف سے ہفت روزہ اصلاح معاشرہ مہم کے تحت جمعہ کی نماز سے قبل اپنی تقریروں کے ذریعہ پٹنہ کی پچاس سے زائد مساجد میں امارت شرعیہ کے علماء اور ائمہ مساجد نے اس بات کا اعلان کیا کہ موجودہ طلاق ثلاثہ بل شریعت اسلامی کے خلاف ہے، اور خاندانی نظام خاص طور پر عورتوں کو نقصان پہونچانے والا ہے، موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے امارت شرعیہ کے ذمہ داران نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سلسلہ میں عمومی اجلاس کیا جائے اور الگ سے خواتین کے درمیان اصلاح معاشرہ کا پروگرام ہو، تا کہ معاشرہ میں تحفظ شریعت کے تئیں بیداری لائی جا سکے۔ اسی سلسلہ میں ناظم امارت شرعیہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے علی نگر پٹنہ کی عظیم الشان جامع مسجد میں نماز جمعہ سے قبل خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اصلاح معاشرہ ایک ایمانی ضرورت ہے، لیکن ہم جانتے ہیں کہ معاشرہ ذمہ دار خاندان سے وجود میں آتا ہے، اگر معاشرہ کے افراد اور اس میں موجود کنبہ و خاندان اپنے کو دین و شریعت کا پابند بنائیں تو خود بخود صالح معاشرہ کی تعمیر ہو جائے گی، اینٹ اچھی ہوگی تو دیوار سیدھی اور درست ہوگی، اس لئے ضرورت ہے کہ اصلاح معاشرہ کا کام ہر فرد اپنی ذات اور اپنے گھر سے شروع کرے، ہر شخص اپنی ذات کا ذمہ دار ہے، اور گھر کا جار جین گھر کا نگراں ہے، اگر ان کے ذریعہ یہ تحریک شروع ہوتی ہے تو انشاء اللہ اصلاح معاشرہ کا کام بآسانی پورا ہو جائے گا۔ آپ نے پر جوش خطاب میں فرمایا کہ اہل خاندان کا حق ادا کیجئے اور گھر بیٹھے جنت حاصل کیجئے، ان کا یہ خطاب دورہ وفد امارت شرعیہ ضلع پٹنہ کے پروگرام کے تحت شہر پٹنہ کے مختلف مساجد میں طے کئے گئے پروگرام کا حصہ تھا، ناظم صاحب نے اس موقع سے طلاق کے تعلق سے حکومت کو موجودہ قانون اور شریعت میں حکومت کی بے جا مداخلت پر اپنے رد عمل کا اظہار بھی کیا، اور کہا کہ یہ سب کچھ جان بوجھ کر ایک خاص طبقہ کو ہراساں اور پریشان کرنے کا منصوبہ ہے، جس کی مخالفت ہماری ایمانی ذمہ داری ہے، اسلام حق گوئی کا داعی ہے، اور اسلام کے ماننے والے ہمیشہ حق کے علمبردار اور اپنے دین و شریعت کے پاسبان رہے ہیں، آپ نے اس سلسلہ میں مسلم پرسنل لا کی کوششوں کا بھی تذکرہ کیا، اور بتایا کہ بورڈ کے ذمہ داران پوری حکمت و بصیرت اور جرأت کے ساتھ مسائل کے حل کے لئے کوشاں ہیں۔ وفد کے قائد جناب مفتی محمد سہراب ندوی صاحب گھیرا مسجد اولڈ عظیم آباد کالونی میں خطاب کرتے ہوئے حاضرین کو بتایا کہ حالات کی بدتری کا شکوہ زندہ قوم کی شان نہیں ہے بلکہ مشکل حالات کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرتے ہوئے اپنی صلاحیت و توانی اور حکمت و بصیرت سے فتنہ کی سرکوبی کرنا اور اپنی حفاظت کے لئے مناسب انتظام کرنا ہی زندگی کی پہچان اور زندہ قوم کی علامت ہے، اس لئے ضروری ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور امارت شرعیہ کی تحریک کے مطابق بلا تاخیر ہر مسلمان اصلاح کا بیڑہ اٹھائے۔ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کربگھیہ کی جامع مسجد میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تحفظ شریعت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو خارجی و داخلی ہر سطح پر شریعت کی حفاظت کے لئے آگے آنا چاہئے، خارجی کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کو حکومت کی دخل اندازی سے بچایا جائے، ہر وہ قانون جو اسلامی شریعت کے خلاف ہے اس کے خلاف آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز و تحریک کے مطابق آواز بلند کی جائے اور دستور میں جو اقلیتوں کو حقوق دیئے گئے ہیں اس کی تحفظ کے لئے آگے آیا جائے، مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کولڈا سٹور کی مسجد راجہ بازار میں نماز جمعہ سے قبل خطاب کیا اور کہا کہ دین و شریعت پر ہم مسلمان جتنا زیادہ عمل پیرا ہوں گے اسی قدر ہمارا دین غیروں کی دخل اندازی سے محفوظ رہے گا، اس لئے ہم نکاح، طلاق، وراثت، حضانت اور وقف وغیرہ کے شرعی احکامات کو اپنی زندگی میں جاری ساری کریں۔ مولانا محمد شبلی القاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے پٹنہ جنکشن کی جامع مسجد میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم اولین و آخرین کے علوم کا مجموعہ ہے، اس کی ہر خبر یقین اور محکم ہے، قرآن انسانیت کے ظہور سے قبل کی بھی خبر بتاتا ہے اور دنیا کے اختتام یعنی قیامت کے احوال پر بھی روشنی ڈالتا ہے اور قرآن ہی ہمارا دستور و آئین جس پر مسلمان مرد و عورت پوری طرح مطمئن ہے۔ مسلمانوں کو خارجی حملوں پر جواب دینے کے لئے کمر بستہ رہنا چاہئے، مسلم پرسنل لا بورڈ اور امارت شرعیہ کے احکامات ملتے ہی متحد ہو کر ان خارجی حملوں کا دفاع کرنا چاہئے۔ مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے پاٹلی پترا کی جامع مسجد میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے داخلی زندگی میں اسلامی قوانین پر عمل کریں اور اسی کے مطابق زندگی گذاریں، دین کی حفاظت کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور امارت شرعیہ کی تجویز پر عملی جامہ پہنائیں۔، مولانا محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی شریعت نے بکسریا سلطان گنج کی جامع مسجد میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم قرآن و حدیث کے احکام پر مکمل پابند عہد رہیں اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود ہے۔ مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت نے نیا ٹولہ جامع مسجد میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اپنی بیٹی، بہن، ماں اور بیوی کے حقوق کو ادا کریں یہی ہمارے لئے جنت کے حصول کا ذریعہ ہے، مولانا محمد ابوالکلام شمسی انچارج دفتر نظامت نے ملت نگر سیکٹر ۲ کی مسجد میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس قوم کے پاس قرآن و حدیث جیسی نعمت نسخۂ کیمیا کی شکل میں موجود ہو وہ دوسری قوم کی طرف للچائی ہوئی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتی ہے، لہذا ہم اپنے دینی زندگی کے معاملات نکاح، طلاق وراثت وغیرہ کو اسلامی قوانین کے مطابق انجام دیں۔ ان کے علاوہ، مفتی سہیل احمد قاسمی، مفتی محمد احتکام الحق قاسمی، مولانا روح الامین، مولانا مفتی محمد یحیٰ غنی مولانا اختر حسین شمسی، مولانا سعود اللہ رحمانی، مولانا مزمل حسین قاسمی، مولانا نور الحق رحمانی، مولانا امتیاز احمد قاسمی مولانا قاری انور حسین قاسمی، مفتی شکیل احمد قاسمی، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی، مولانا مرسل احمد، مولانا طارق انور، مولانا قاری مجیب الرحمٰن، مولانا حسین احمد قاسمی، مولانا ارشد رحمانی، مولانا منت اللہ حیدری،، مولانا ظل الرحمٰن قاسمی، مولانا قمر انیس قاسمی، مولانا ابوالقاسم رحمانی، مولانا ایوب نظامی قاسمی، مولانا اظہار قاسمی، مولانا عادل قاسمی، مولانا عتیق اللہ قاسمی، مولانا محمد عالم قاسمی، مولانا غلام اکبر، مولانا شکیل قاسمی، مولانا نجم الہدیٰ، مولانا خالد سیف اللہ قاسمی، مولانا مطیع الرحمٰن شمسی صاحب، مولانا ضیاء الاسلام، مولانا مفتی عبیداللہ قاسمی، مولانا احمد سجادی، مولانا منہاج عالم ندوی،، مولانا ثناء اللہ ندوی ازہری، مولانا شاہ نواز عالم مظاہری نے پٹنہ کی مختلف مساجد میں تحفظ شریعت اور موجودہ حالات کی روشنی میں پر مغز خطاب کیا۔

طب وصحت

سردی سے بچاؤ کے احتیاطی تدابیر

سردی کے موسم کا آغاز اکتوبر میں ہوتا ہے اور فروری تک چلتا ہے۔ ان مہینوں میں عموماً شدت سے سردی پڑتی ہے لیکن چند سالوں سے کرۂ ارض میں موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے اکتوبر کا مہینہ سردی کے آغاز کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اگر سردی سے بچاؤ کا اہتمام نہ کیا جائے تو سردی مضر صحت ثابت ہوسکتی ہے۔ سردی سے بچاؤ اور موسم سرما کے امراض سے بچاؤ کیلئے ضروری ہے کہ درج ذیل تدابیر پر عمل کیا جائے:

گرمیوں میں دن میں کئی بار نہایا جاتا ہے لیکن سردی کے باعث وہ لوگ جن کی صحت موسمی شدتوں کی متحمل نہیں ہوتی وہ ہفتوں نہیں بلکہ مہینوں نہیں نہاتے۔ سردی کی شدت اور نمونیہ ہونے کا ڈر بجا مگر زیادہ عرصہ تک نہ نہانا بھی مضر صحت ہے۔ مناسب طریقہ تو یہ ہے کہ دن میں ایک دفعہ غسل آفتابی کریں اگر وقت نہ ہو یا کوئی امر مانع ہو تو پھر دن میں ایک بار نیم گرم پانی سے غسل کرلیا جائے۔ غسل ایسی جگہ کریں جہاں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نہ ہوں۔ اگر آپ جسمانی طور پر کمزور ہیں یا پھر عمر کے سبب جسم میں طاقت نہیں ہے تو ہفتہ میں کم از کم ایک بار ضرور نہایا کریں۔ غسل سے دوران خون کی رفتار تیز ہوجاتی ہے اور جسم میں فرحت، چستی پیدا ہوکر صلاحیت عمل بڑھ جاتی ہے۔ اگر غسل نہ کیا ئے تو جسم کے مسامات بندرہتے ہیں، نہ صرف جلدی عوارض سر اٹھائیں گے بلکہ جسم کی طبعی نشونما بھی متاثر ہوگی۔ موسم سرما کے آغاز کے ساتھ ہی بتدریج گرم کپڑوں کا استعمال شروع کردیں۔ چھوٹے اور شیر خوار بچے چونکہ جسمانی اور طبعی طور پر سبک اور نازک ہوتے ہیں اس لئے سرد ہوا کا ایک جھونکا بھی انہیں شدید عارضے میں مبتلا کرسکتا ہے۔ اس لئے بھی کہ اس موسم کے آغاز کے بعد بتدریج ہوا سرد اور تیز ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے ہر شخص اپنی صحت وحالات کے مطابق گرم کپڑوں کا استعمال کرے۔ گردن، سینے اور پاؤں کو سردی سے بچانے کیلئے خصوصی اہتمام کریں۔ علی الصبح بیدار ہوکر فجر کے بعد کھلے کپڑوں میں ہلکی پھلکی ورزش کو معمول بنائیں۔

موسم سرما چونکہ گرما کے بعد آتا ہے اور گرمیوں میں بھوک کم لگتی ہے جسم سے فضلات بذریعہ پسینہ آسانی سے خارج ہوتے ہیں جس سے حرارت وتوانائی برقرار رہتی ہے۔ مگر موسم سرما میں ہوا کے سرد ہوجانے سے جسم کے مسامات بند ہوجاتے ہیں جس سے پسینہ نہیں آتا تو حرارت وتوانائی کا نظام بھی صحیح نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جسم کی حرارت کو برقرار رکھنے کیلئے زیادہ مقوی غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے کھانے پینے کے شوقین حضرات واہل ذوق کو مرغن گرم اشیاء بہ اعتدال استعمال کرنی چاہیے۔ خشک میوہ جات بادام، مغزیات، چلغوزہ، مونگ پھلی اور کشمش وغیرہ کا استعمال جسم کو حرارت مہیا کرتا ہے۔ چونکہ اس موسم میں اشتہا بڑھ جاتی ہے اس لئے ثقیل اشیاء بھی جلد ہضم ہوجاتی ہیں۔ چونکہ یہ موسم خوش خوراکی وخوش لباسی کے لحاظ سے بہت مناسب ہے اس لئے ہر قسم کی غذا استعمال کرسکتے ہیں تاکہ نشونما کا یہ موسم امراض کی آماجگاہ نہ بن جائے۔ ناشتہ میں حسب استطاعت دودھ، انڈہ، دلیہ، ڈبل روٹی مفید و مناسب ہے۔ دوپہر یا شام کے کھانے میں گوشت، مچھلی، سبزیاں اور پھل وغیرہ استعمال کریں۔ گرم مصالحہ جات بھی اعتدال کے ساتھ استعمال کرسکتے ہیں۔ اگر ممکن ومناسب ہو تو دوپہر کو پھل زیادہ اور کھانا کم کھائیں۔ گاجر جسے اطباء نے سستا سیب قرار دیا ہے اس موسم کی اچھی غذا ہے۔ گاجروں کا حلوہ بھی بنا کر اس موسم میں کھایا جاتا ہے۔ جسم کے درجہ حرات کو قائم رکھنے کیلئے مقوی غذاؤں کا استعمال ضروری ہے۔

صبح شام سردی کے اوقات میں بلاضرورت باہر نہ نکلیں۔ رات کے وقت چونکہ سردی کی شدت بڑھ جاتی ہے اس لئے کھلے میدان یا بالکل بند کمرے میں نہ سوئیں بلکہ کمرہ میں کھڑکی یا روشندان ہمیشہ کھلا ہونا چاہیے۔ اپنے پیروں کو ہمیشہ گرم رکھیں کیونکہ پاؤں کی طبعی حالت جسم انسانی پر بہت اثر انداز ہوتی ہے۔

اگر آپ کمزور ہیں اور موسمی شدت کا مقابلہ نہیں کرسکتے تو دھوپ میں بیٹھ کر تلوں کے تیل کی مالش کریں۔ اگر صحت مند ہیں تو نماز فجر کے بعد ضروریات سے فارغ ہوکر سیر ضرور کریں۔ اگر یہ نہ کرسکتے ہوں تو صحت کے مطابق کھلی جگہ ہلکی ورزش کریں۔ موسم سرما میں جلد زیادہ متاثر ہوتی ہے خصوصاً جن دنوں برفانی سردی پڑتی ہے، کیونکہ دیگر اعضاء کپڑوں جوتوں اور جرابوں میں لپٹے ہوتے ہیں چہرہ کی جلد خشک اور پھٹ جاتی ہے۔ اس کیلئے گلیسری لگانا مفید ہے۔ اگر داغ پڑ جائیں تو نیم گرم پانی سے صابن کے ساتھ دھوئیں۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ راشد العزیری ندوی

علماء ودانشوروں کے ساتھ بورڈ کے اراکین کی میٹنگ، صدر جمہوریہ سے ملاقات کا فیصلہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے بینر تلے ممبئی کے بھائیکلہ الماطفی ہال میں ایک میٹنگ کا انعقاد کیا گیا جس میں مہاراشٹرا سے تعلق رکھنے والے بورڈ کے ممبران ومتعدد اہم شخصیات نے شرکت کی اور مستقبل کے لئے ایک لائحہ عمل طے کیا گیا اور طلاق ثلاثہ بل کو موجودہ شکل میں پاس ہونے سے روکنے کے امکانات کا جائزہ لیا گیا۔ اطلاع کے مطابق شرکاء میٹنگ نے اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا کہ ہر علاقہ میں نامزد نمائندوں کا وفد راجیہ سبھا کے اراکین اور سیاسی پارٹیوں کے سربراہوں سے ملاقات کرکے موجودہ طلاق ثلاثہ بل کی خامیوں کی نشاندہی کرے اور یہ بتائے کہ اس بل سے خواتین کی دشواریوں میں اضافہ ہوگا، سماجی تانا بانا خراب ہوگا، سپریم کورٹ کے فیصلے کی خلاف ورزی بھی ہوگی۔ میٹنگ میں اس بات کی جانب بھی توجہ دلائی گئی کہ ہم خود بھی سوسائٹی میں اس جانب توجہ دیں، زمینی سطح پر مسلمانوں کے درمیان طلاق کے سلسلے میں ہونے والی بے اعتدالیوں کے لئے مردوں اور عورتوں کے درمیان کوششیں جاری رکھیں اور جب بھی پرسنل لابورڈ کسی عوامی جدوجہد کی ضرورت محسوس کرتے اس کا بھرپور تعاون کرنے کیلئے تیار رہیں۔ میٹنگ میں بورڈ کے قومی ترجمان مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی نے بھی شرکت کی اور انہوں نے راجیہ سبھا میں اپوزیشن کی حمایت حاصل کرنے اور بل کی مخالفت کیلئے انہیں آمادہ کرنے پر کی گئی کوششوں کو تفصیل سے بتایا۔ نمائندہ کے مطابق 28 دسمبر کو لوک سبھا میں بل پیش ہوجانے کے بعد بورڈ نے نئی حکمت عملی مرتب کی اور اپوزیشن لیڈروں سے ملاقات کا پروگرام بنایا گیا، مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی، مولانا فضل الرحیم مجددی اور ڈاکٹر اسماء زہرا پر مشتمل وفد نے راجیہ سبھا میں بل پیش ہونے سے پہلے تین دن تین رات مسلسل سفر کرکے مختلف سیاسی پارٹیوں کے سربراہوں سے ملاقات کرکے ان کی ذہن سازی کی اور بل کے مضمرات سے انہیں آگاہ کیا۔ وفد نے اپوزیشن لیڈر غلام نبی آزاد اور کانگریس کے سیاسی مشیر احمد پٹیل سے بھی خصوصی ملاقات کی اور کانگریس کے دونوں سینئر لیڈران اسے سنجیدگی سے لیتے ہوئے یہ یقین دہانی کرائی کہ موجودہ شکل میں یہ بل راجیہ سبھا میں پاس نہیں ہونے دیا جائے گا، ہم پوری کوشش کریں گے یہ بل سلیکٹ کمیٹی میں جائے اور وہاں کچھ ضروری ترمیم کی جائے چناں چہ راجیہ سبھا میں کانگریس سمیت 18 اپوزیشن پارٹیوں نے سخت مخالفت کی اور مودی حکومت سرمائی سیشن میں یہ بل پاس کرانے میں ناکام ثابت ہوئی۔ مولانا نعمانی نے مزید بتایا کہ بورڈ کے وفد نے صدر جمہوریہ سے ملاقات کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیوں کہ یہ معلوم ہوا کہ حکومت آرڈیننس لانے جارہی ہے اس لئے صدر جمہوریہ سے مل کر یہ درخواست کریں گے بل کے تعلق سے کسی طرح کے آرڈیننس پر دستخط نہ کیا جائے کیوں کہ اس سے مسلم خواتین کو شدید نقصان پہونچے گا۔ (7 جنوری ملت ٹائمز)

یوپی میں مسجد مندر سمیت تمام مذہبی عبادت گاہوں میں بغیر اجازت لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع

اتر پردیش میں یوگی آدتیہ ناتھ حکومت نے مساجد سے لاؤڈ اسپیکر ہٹا دینے کی ہدایت دی ہے۔ الہ آباد ہائیکورٹ کے احکام سے حوصلہ پاکر حکومت نے 15 جنوری تک تمام لاؤڈ اسپیکرس نکال دینے کا ہدایت جاری کی ہے۔ مندروں، گردواروں اور دیگر عام مقامات پر بھی لاؤڈ اسپیکر پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اتر پردیش میں صوتی آلودگی پر الہ آباد ہائی کورٹ کی سرزنش کے بعد ریاستی حکومت نے عوامی مقامات پر مستقل اساس پر نصب شدہ لاؤڈ اسپیکرس کے استعمال کے بارے میں تفصیلی ہدایات جاری کی ہے۔ الہ آباد ہائیکورٹ نے گزشتہ ماہ حکومت اتر پردیش سے دریافت کیا تھا کہ مسجدوں، مندروں، گرجا گھروں اور گردواروں وغیرہ میں متعلقہ حکام سے تحریری اجازت حاصل کرنے کے بعد اعلان عام کے آلات اور لاؤڈ اسپیکرس نصب کئے گئے ہیں۔

برطانیہ میں اسلام کی جانب عوام کا بڑھتا رجحان

برطانیہ میں عام افراد تیزی کے ساتھ اسلام کی جانب راغب ہورہے ہیں' گذشتہ چند برسوں میں ایک لاکھ سے زائد افراد دین حق قبول کرچکے ہیں۔ ان میں اکثریت سفید فام نوجوان خواتین کی ہے۔ یہ خواتین روحانی سکون کی تلاش میں تھیں جو انہیں اسلام میں ملا ہے۔ برطانیہ میں کثیر مذہبی تنظیم 'فیتھ میٹرز' 249 نے ایک طویل سروے کے بعد کہا ہے کہ برطانیہ میں اسلام تیزی کے ساتھ فروغ پارہا ہے۔ واضح رہے کہ سابق برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیر کی سالی لورین بوتھ نے جب اسلام قبول کیا تو اس کے بعد بھی دین اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کا رجحان بڑھا اور برطانوی ذرائع ابلاغ میں اس کا بہت چرچا ہوا تھا۔ تاہم فیتھ میٹرز نے کہا کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کی جانب سے اسلام قبول کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ وہ مغربی طرز زندگی کے خلاف ہیں' بلکہ عام بارمل افراد دین کی جانب مائل ہورہے ہیں اور وہ اسلام کو مغربی معاشرے اور اقدار کے ساتھ ہم آہنگ بھی سمجھتے ہیں۔ سروے کے مطابق گذشتہ 12 ماہ میں 5600 افراد نے اسلام قبول کیا جن میں لندن کے لوگوں کی تعداد 1400 ہے۔ اسلام لانے والے دوتہائی افراد میں سفید فام خواتین شامل ہیں جن کی عمر اوسطً 27 سال ہے۔ اسلام قبول کرنے والے ہر چار میں سے ایک نے اعتراف کیا ہے ایک باعمل مسلمان برطانوی معاشرے سے فطری طور پر متصادم ہے۔ 50 فیصد خواتین نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسکارف پہنا جبکہ پچاس فیصد نے برقع کا انتخاب کیا۔ نصف سے بھی زائد افراد نے کہا کہ اسلام اپنانے کے بعد انہیں اپنے خاندان کے منفی رویہ کا سامنا ہوا۔

پھانسی کی سزا پر متبادل کے لیے غور: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے مرکزی حکومت سے پوچھا ہے کہ کیا سزائے موت میں پھانسی کے علاوہ کوئی متبادل طریقہ بھی ہوسکتا ہے؟ سپریم کورٹ نے مرکزی حکومت کو جواب داخل کرنے کے لئے چار مزید ہفتے کا وقت دیا۔ گزشتہ سماعت میں سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ مقنّنہ سزائے موت کے معاملے میں پھانسی کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ بھی تلاش کرسکتے ہیں، جن میں موت آسانی سے ہو، صدیوں سے یہ کہا جارہا ہے کہ پین لیس موت کی کوئی برابری نہیں۔ کورٹ بھی کہتا آیا ہے کہ ہمارے آئین مہربان ہیں جو زندگی کی پاکیزگی کے اصول کو تسلیم کرتا ہے، ایسے میں سائنس کے ترقی یافتہ دور میں موت کے دوسرے طریقوں کو تلاش کیا جائے، اٹارنی جنرل کو معاملے میں مدد کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ سپریم کورٹ میں عرضی داخل کرکے کہا گیا ہے کہ پھانسی کی جگہ موت کی سزا کے لئے کسی دوسرے متبادل کو اپنایا جانا چاہئے۔ پھانسی کو موت کا سب سے دردناک اور وحشیانہ طریقہ بتاتے ہوئے زہر کا انجیکشن لگانے، گولی مارنے، گیس چمبر یا بجلی کے جھٹکے دینا جیسے سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

جمعہ کے خطاب میں تحفظ شریعت کو عنوان بنایا جائے: ناظم امارت شرعیہ

ضلع پٹنہ میں امارت شرعیہ کے وفد کا دورہ جاری

موجودہ حالات میں تحفظ شریعت اور تعلیم کا مسئلہ مسلمانوں کے لئے بڑا اہم ہے، تین طلاق کے مسئلہ پر حکومت کا بل دراصل دین میں مداخلت اور یکساں سول کوڈ کی طرف راہ ہموار کرنے کی طرف ایک قدم ہے، مسلمانوں کو اس کے مضراثرات کو سمجھنا چاہئے اور اس سلسلے میں ہوشیار و بیدار رہنا چاہئے،، تحفظ شریعت ہی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ ہم اپنی روزہ مرہ کی زندگی میں اسلامی احکامات اور ہدایات کا خیال رکھیں اور سماج ومعاشرہ کو ان برائیوں سے پاک کریں، جس سے معاشرہ میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے، اسی کوشش کو ہمارے بڑوں نے اصلاح معاشرہ کا عنوان دیا ہے، جہالت فساد و بگاڑ کا بڑا سبب ہے، اس لئے تعلیم کی ترویج واشاعت کے لئے بھی سماج میں بیداری لانے کی ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے کیا، وہ یہاں علماء اور ائمہ کی ایک مجلس سے خطاب کررہے تھے، انہوں نے ائمہ مساجد سے جمعہ کے قبل تحفظ شریعت پر خطاب کرنے کی اپیل کی۔ واضح ہو کہ تحفظ شریعت، اصلاح معاشرہ اور تعلیمی بیداری پیدا کرنے کے لئے حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا سید محمد ولی رحمانی جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی ہدایت پر امارت شرعیہ کا ایک وفد ۹ر تا ۱۶ر جنوری ۲۰۱۸ء پٹنہ ضلع کے مختلف علاقہ کا دورہ کررہا ہے، اسی سلسلہ کا ایک پروگرام جمعہ کی نماز سے قبل مساجد میں خطاب کا رکھا گیا ہے، مختلف مساجد میں علماء کرام کا جو پروگرام ترتیب دیا گیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کربگہیہ جامع مسجد، مولانا مفتی سعید الرحمٰن پاتلی پترا۔ مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی مسجد بلال سمن پورہ، مولانا سہیل احمد ندوی صاحب خواجہ پورہ، مولانا شبلی القاسمی صاحب جامع مسجد پٹنہ جنکشن، مولانا روح الامین صاحب شاہی سنگی مسجد پھلواری شریف، مولانا وصی احمد قاسمی صاحب نیاٹولہ پھلواری شریف، مولانا مفتی محمد یحیٰ غنی صاحب حج بھون، مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب ہارون نگر سیکٹر ۱، مولانا انظار عالم قاسمی صاحب مسجد بکسر یاٹولہ سلطان گنج، مولانا اختر حسین شمسی صاحب مسجد عمر بن خطاب عظیم آباد، مولانا سعود اللہ رحمانی جامع مسجد ابوبکر، مولانا مزمل حسین قاسمی عالم گنج مسجد، مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی کربلا جامع مسجد، مولانا نور الحق رحمانی صاحب، الباکالونی، مولانا امتیاز احمد قاسمی صاحب پٹنہ سیٹی،، مولانا ابوالکلام صاحب ملت کالونی سیکٹر ۲، مولانا قاری انور صاحب نوری مسجد عیسیٰ پور، مفتی شکیل احمد قاسمی صاحب آر کے نگر، مولانا وصی احمد مسجد بلال آزاد نگر، مولانا مرسل احمد صاحب ناریل گھاٹ داناپور، مولانا طارق انور گردنی باغ مسجد، مولانا قاری مجیب الرحمٰن باؤلی محلّہ، مولانا حسین احمد ویٹنری کالج کی مسجد، مولانا ارشد رحمانی بیور جیل پٹنہ، مولانا منت اللہ حیدری نہسہ عثمان نگر مسجد، مولانا ظل الرحمٰن تبارک علی کی مسجد، مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نوری مسجد شریف کالونی، مولانا ابوالقاسم سرائے کی مسجد داناپور، مولانا ایوب نظامی قاسمی حویلی کی مسجد داناپور، مولانا اظہار قاسمی لال کوٹھی کی مسجد داناپور، مولانا عادل قاسمی صاحب داناپور بھسولہ کی مسجد، مولانا عتیق اللہ قاسمی صاحب فقیر بارہ جامع مسجد، مولانا محمد عالم قاسمی صاحب جامع مسجد دریاپور، مولانا غلام اکبر صاحب مراد پور کی مسجد، مولانا شکیل قاسمی صاحب مسجد شاہ گدی، مولانا نجم الہدیٰ صاحب شکور کالونی مسجد، مولانا خالد سیف اللہ قاسمی صاحب امام کالونی پھلواری شریف، مولانا مطیع الرحمٰن شمسی صاحب ترپولیا جامع مسجد، مولانا ضیاء الاسلام چاند کالونی مسجد، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب گھیرا مسجد عظیم آباد، مولانا مفتی عبید اللہ قاسمی صاحب حرا مسجد عظیم آباد، مولانا احمد سجادی فاطمہ مسجد، مولانا منہاج عالم ندوی فاران مسجد، مولانا ثناء اللہ ندوی ازہری داتا پیر بہور کی مسجد، مولانا امام الدین صاحب نقو پور مسجد۔ جن مساجد میں علماء کرام کا پروگرام نہیں بنا ہے وہاں کے مساجد میں ائمہ حضرات ان موضوعات پر گفتگو کریں۔

تحفظ شریعت کا آسان طریقہ شریعت پر عمل ہے

اس وقت شریعت اسلامی میں بیجا مداخلت اور مسلمانوں کی دل آزاری کا جو سلسلہ جاری ہے، وہ ہر مسلمان اور ملک کے تمام انصاف پسند لوگوں کے لئے ایک نہایت ہی تشویشناک بات ہے، دستور ہند میں ہر مذہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب کے ماننے کا حق دیا گیا ہے، او مسلم پرسنل لا کے نام پر مسلمانوں کے عائلی وسائل وتحفظ دیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود آج حالات مختلف ہیں، ایسے وقت میں ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحفظ شریعت کے لئے بیدا ہو، میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تحفظ شریعت کا سب سے آسان طریقہ شریعت پر مضبوطی کے ساتھ عمل ہے، اس وقت حکومت طلاق کے تعلق سے قانون بنارہی ہے، اگر مسلمان یہ بات سمجھ لیں کہ طلاق ایک ناپسندیدہ عمل ہے، بیجا طلاق جرم اور گناہ ہے، ہمیں اس گناہ کا ارتکاب بھی نہیں کرنا ہے، تو طلاق سے پاک معاشرہ پر بننے والے قانون کا کوئی اثر نہیں پڑسکتا، امارت شرعیہ کا یہ دعوتی کارواں اسی طرح کی دینی واصلاحی بیداری پیدا کرنے کے لئے سخت ٹھنڈک میں گاؤں دیہات کے دورے کررہا ہے۔ یاد رکھئے جو قوم وقت پر جاگ جاتی ہے، وہ کامیاب کہلاتی ہے، اور جو غفلت کی شکار ہوتی ہے، زمانہ کا زمانہ اس کو معاف نہیں کرتا ہے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد سہراب عالم ندوی صاحب لودی پور خسرو پور پٹنہ میں منعقد ایک اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کیا، اس اجلاس میں مسلم پرسنل لا بورڈ کی کامیاب کوششوں کے تذکرے کے ساتھ ہر موقع پر بورڈ اور امارت شرعیہ کی آواز پر لبیک کہنے کا عہد لیا گیا، امارت شرعیہ کی ہمہ جہت سرگرمیوں کا تعارف کرایا گیا۔ قدیم نقیب کی معذوری کی وجہ سے جناب قیصر صاحب کو نقیب اور جناب صدام صاحب کو نائب نقیب نامزد کر کے اس کا اعلان کیا گیا، اس وفد کے ارکان مفتی عبید اللہ قاسمی، مولانا احمد سجادی اور مولانا منہاج عالم نے اپنے موضوع کے مطابق باہمی اتحاد، فرقہ وارانہ ہم آہنگی، خدمت خلق اور معاشرتی اصلاح کی دعوتی دی، اس سے قبل جمعرات کی شب کا اجلاس باڑھ کی جامع مسجد تھانہ میں منعقد ہوا، جس میں ارکان وفد نے موثر پیغامات دئے اور حاضرین نے ۱۱ر بجے تک وفد کے پیغامات کو سنا، ان پروگراموں میں قرب وجوار کے مسلمان سخت ٹھنڈک کے باوجود اچھی تعداد میں شریک ہوئے، ہر جگہ وفد کا والہانہ استقبال ہوا، جمعہ ۱۲ر جنوری کے دن کا پروگرام شہر پٹنہ کی مختلف مساجد میں خطاب جمعہ میں رکھا گیا ہے، جبکہ شام کا اجلاس مسجد حراء عظیم آباد کالونی میں رکھا گیا ہے، اس اجلاس میں ناظم امارت شرعیہ ارکان وفد کے علاوہ دیگر ذمہ داران بھی شریک ہوں گے، اس حلقے کے مسلمانوں کی دینی ذمہ داری ہے کہ اس اجلاس میں پورے جوش وخروش کے ساتھ شریک ہوں اور موجودہ حالات میں اپنی ذمہ داریوں کے تعلق سے آگاہی حاصل کریں۔

دلیر قائدانہ صفات کے حامل اور عالمانہ روایات کے امین تھے مولانا جمیل اختر

اہل علم کے حلقہ میں یہ خبر انتہائی افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ رانچی کے قدیم اور بزرگ عالم دین حضرت مولانا سید جمیل اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مورخہ ۹ر جنوری ۲۰۱۸ء مطابق ۲۱ر ربیع الآخر ۱۴۳۹ھ روز منگل کی شب مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان اس فانی دنیا سے رخصت ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون! وہ تقریبا چھیانوے سال کے تھے، مولانا کافی دنوں سے بیمار چل رہے تھے، کمر سے نیچے کا حصہ بالکل کام نہیں کرتا تھا اور اس سے اوپر کا حصہ اس طرح معمول کے مطابق کہ عیادت کرنے والے کو مکمل صحت مندی کا دھوکہ ہوجائے، علاج جاری تھا مگر افاقہ نہیں ہوا اور مولانا پھر بھی پیر سے چل نہیں سکے، مولانا اصلاً ضلع ویشالی بہار کے بیلا بھوساہی کے رہنے والے تھے ۱۹۵۹ء میں اپنے استاذ محترم حضرت مولانا قاری فخر الدین گیاوی علیہ الرحمۃ کے حکم پر رانچی تشریف لائے اور پھر رانچی ہی کے ہو کے رہ گئے، اولاً رانچی کی کثیر مسلم آبادی والا علاقہ ہندپیڑھی کی بڑی مسجد میں امامت کی ذمہ داری ادا کی پھر اسی مسجد سے متصل مدرسہ دار القرآن قائم فرمایا یہ مدرسہ شہر رانچی میں حفظ قرآن اور دینی تعلیم کی خدمت کے لئے آج بھی مشہور ہے، جب تک صحت نے ساتھ دیا شہر رانچی کے مشہور کربلا چوک میں واقع حواری مسجد میں نماز جمعہ اور خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے، حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تبلیغ دین کو رانچی اور اس کے علاقہ جات میں تعارف کرانے والے اولین شخصیات میں ان کا شمار کیا جاتا ہے، رانچی میں جب مسلم مجلس مشاورت کا پہلا اجلاس ہوا، اس وقت بھی مولانا نے بڑی محنت کی اور مجلس مشاورت کو رانچی میں مستحکم کرنے میں عملی کردار ادا کیا، ان کے انتقال پر ناظم امارت شرعیہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا بڑے عالم دین اور اسلاف کی روایات کے امین تھے، آپ کی پوری زندگی عالمانہ وقار، جرأت ایمانی اور غیرت اسلامی سے عبارت تھی، وہ یقیناً اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کے مصداق تھے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی ☆ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

انہوں نے ساری زندگی خلق خدا کی خدمت اور قوم وملت کی فلاح کے لیتے وقف کردیا تھا، ان کی موت یقیناً ملت کا بڑا خسارہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ دار القضاء امارت شرعیہ، رانچی کے قاضی شریعت مفتی محمد انور قاسمی نے دفتر امارت شرعیہ رانچی میں حضرت مرحوم کے لئے منعقد دعائیہ مجلس اور مدرسہ دار القرآن ہندپیڑھی رانچی میں منعقد تعزیتی جلسہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا جمیل اختر صاحب مرحوم تمام ترخوبیوں کے ساتھ اسلاف بزرگان دین اور عالمانہ رکھ رکھاؤ وروایات کے امین اور نشانی بھی تھے، ملک کے تمام اہم اداروں، تنظیموں اور ان کے اکابر کے ساتھ گہرے تعلقات تھے امارت شرعیہ سے آخری زندگی تک بڑی گہری وابستگی رہی امارت شرعیہ رانچی میں بھی کچھ دنوں کام کیا تھا امارت شرعیہ کی خدمات اور ان کے اکابر کا تذکرہ بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ کرتے تھے امارت شرعیہ کی مناسبت سے مجھ کم علم سے بھی بڑی محبت سے پیش آتے اور درپیش اہم امور میں علمی تبادلۂ خیال فرماتے تھے، مولانا کو مطالعہ کا گہرا شوق تھا اور اسی مناسبت سے کافی کتابیں بھی جمع فرمالی تھیں، عمر کے آخری مراحل میں جب آنکھوں نے ساتھ دینا چھوڑ دیا تو ناچیز کو بلا کر فرمایا کہ تھوڑا بہت اب بھی پڑھ لیتا ہوں لیکن بات ذہن میں رہتی نہیں ہے ڈر ہے کہ میرے بعد کتابوں سے استفادہ رک جائے اس لئے تمام کتابیں امارت شرعیہ کو وقف کرتا ہوں، اور اس کی تحریر بھی بنادی، اس کے علاوہ بھی چند خالص ذاتی مسائل میں حضرت نے شرعی ترتیب میں ڈھالنے سے متعلق اس چھوٹے سے مشورہ کیا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس آخرت کے مسافر نے کس تندہی اور سلیقہ سے سامان آخرت تیار کیا تھا، مفتی محمد انور قاسمی نے مزید یہ بھی کہا کہ مولانا کے گفتگو کا انداز بڑا پروقار، مدلل اور سلجھا ہوا ہوتا تھا، جب کہ تقریری انداز ولولہ انگیز اور انقلابی تھا، آواز کی نشست وبرخاست کا خاص انداز تھا، جس سے سامعین محو ہوجایا کرتے تھے، شہر رانچی میں ۶۷ء کے بھیانک فرقہ وارانہ فساد کے حوالہ سے مولانا مرحوم کی فلاحی اور رفاہی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے مفتی محمد انور قاسمی نے کہا کہ کرفیو کے عالم میں جب کہ ہر طرف خوف ودہشت کا ماحول تھا اور جگہ، جگہ ملت کے افراد دنگائیوں میں گھرے ہوئے تھے مولانا بڑی عالی ہمتی، ایمانی تدبر، اور دلیر قائد کی طرح میدان میں آئے اور سینکڑوں افراد کی جان بچائی، مولانا کی ان خوبیوں کا آج بھی تذکرہ ہوتا ہے، اللہ حضرت مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات کو بلند کرے۔

ان کے جنازے کی نماز مورخہ ۲۲ر ربیع الآخر کو عصر کی نماز سے پہلے ہرمو عیدگاہ کے وسیع وعریض میدان میں امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ اور رانچی کے مشہور عالم دین مولانا صدیق مظاہری نے پڑھائی اور راتو روڈ قبرستان میں مولانا کے جسد خاکی کو سپرد خاک کیا گیا۔ امارت شرعیہ کی جانب سے قاضی محمد انور قاسمی، حافظ شمیم اختر صاحب اور مولانا محمد عادل فریدی نے جنازے کی نماز میں شرکت کی۔

بقیات

بقیہ کم ان جونگ .... اس لیے امریکہ کی بھلائی اسی میں ہے کہ ڈونالڈ ٹرمپ کچھ دن کے لیے اپنی اکڑفوں بھول جائیں، ابھی انہوں نے حال ہی میں جنوبی کوریا کا دورہ کیا تھا تا کہ شمالی کوریا کی جارحیت کے جوابی کارروائی کے لیے اسے تیار کرسکیں، کیوں کہ یہ جنگ چھڑتی ہے تو اس کا پہلا نشانہ جنوبی کوریا ہی ہوگا، جس کی دوری صرف ۱۹۸ کلومیٹر اس کے دارالحکومت سے ہے۔

پوری دنیا کی خواہش ہے کہ یہ جنگ ٹل جائے کیوں کہ یہ دوملکوں کی تباہی کے ساتھ نسل انسانی کے خون کی ارزانی کا سبب ہوگا، حکمراں اپنے بیرکوں میں ہوں گے اور غریب عوام کا رشتہ جسم وجان سے کٹ جائے گا، اس لیے جنگ ٹلتی رہے تو بہتر ہے، جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے، یہ مسائل کے حل میں بھی معاون ومددگار نہیں ہوسکتی۔

بقیہ یوپی کے یوگی .... کیوں کہ خود ان کی اپنی ذہنیت فرقہ واریت کے جراثیم سے تیار ہوئی ہے، دوسرے وہ اپنے آقا کو خوش کرنے کے لیے کوئی بھی حکم دے سکتے ہیں اور چوں کہ وہ بھاری اکثریت سے یوپی کی گدی پر براجمان ہوئے ہیں، اس لیے ان کا فرمان نافذ العمل بھی ہوگا، ضرورت مسلمانوں کو تحمل برداشت کے ساتھ حالات سے مقابلہ کرنے کی ہے، وہاں کے علماء اور تنظیم کے ذمہ داروں کو بہت سوچ سمجھ کر منصوبہ بندی کرنی چاہیے، تا کہ مسلمانوں میں جو مایوسی پائی جارہی ہے اس کو دور کیا جاسکے، اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ مسلمانوں کے لیے وہاں عرصۂ حیات تنگ نہ ہو، مسلمانوں نے انتخاب کے موقع سے منصوبہ بندی نہیں کی، اس کی سزا وہ بھگت رہے ہیں، کم از کم جینے اور زندگی گزارنے کی منصوبہ بندی تو ایسی کرلیں کہ نئی نسلوں کے ایمان کی حفاظت ہوسکے، اور وہ پورے مذہبی اقدار کے ساتھ زندگی گذارنے کے لائق رہ سکیں۔

،راستہ کا حق یہ ھیکہ نظر نیچی رکھو سلام کا جواب دو اور اچھی بات کرو (مسلم شریف) یہ حدیث راستہ میں یا فٹ پاتھ پر مجلس جمانے کی ممانعت میں بالکل واضح ہے اگر ضرورتاً بیٹھنے کی نوبت آجائے تو اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس مجلس میں فحش تبصرے اور غیبت نہ ہو راہگیروں کو گھورا نہ جائے اور نہ کوئی ایسی حرکت کی جائے کہ جس سے دوسروں کو کوئی تکلیف پہونچے، خاص طور پر ایسی جگہ بیٹھنے سے پرہیز کیا جائے جہاں عموماً خواتین کی گزرگاہ ہو جیسے: گرلز اسکول یا کالج کے اطراف میں بیٹھنا۔

بقیہ ٹریفک کا نظام تعلیمات نبویﷺ کی روشنی میں .... راستہ کا ٹریفک کس طرح صحیح رہے اس کے لئے تعلیمات نبوی پر عمل پیرا ہو کر نظام درست بنایا جاسکتا ہے اس سلسلہ میں ایک حدیث ہمارے لئے مشعل راہ ہے حضرت ابواسید انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو مسجد سے باہر جس وقت عورتیں راستے میں مردوں کے ساتھ مل کر چل رہی تھیں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خواتین راستے کے ایک طرف ہو کر چلیں۔ یہ مناسب نہیں کہ وہ راستہ کی روک بن جائیں ابواسید انصاری بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد عورتیں سڑک کے ایک طرف ہو کر دیوار کے ساتھ ساتھ چلا کرتیں بعض اوقات تو اس قدر دیوار کے ساتھ لگ کر چلتیں کہ ان کے کپڑے دیوار کے ساتھ اٹک اٹک جاتے (سنن ابوداؤد کتاب الادب ۵۲۷۴) اس حدیث پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح ٹریفک کنٹرول کیا جاسکتا ہے اور کس طرح ہمیں بازاروں اور گلیوں میں چلنا چاہئے۔ آج کل عموماً بازاروں میں بھیڑ کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ ہم اپنی مرضی کے مطابق ادھر اُدھر چلتے ہیں ہمارے اس طرح چلنے کی وجہ سے ٹریفک کے قوانین بھی متاثر ہوتے ہیں اور بھیڑ بھی ہوجاتی ہے۔

راستہ کے سلسلہ میں ایک اہم بات جس کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے وہ یہ ھیکہ ہم اس بات کا خیال رکھیں کہ اپنے جانوروں کو روڈ پر نہ باندھیں پانی کی نالی روڈ پر نہ چھوڑیں جب گھر کی تعمیر کریں تو چھجہ راستہ پر نہ نکالیں چھت پر جانے والی سیڑھی راستہ یا گلی کی زمین میں ہرگز نہ بنائیں نیز مکان کی تعمیر میں راستہ یا گلی کا کوئی حصہ شامل نہ کریں کیونکہ یہ غصب کے ضمن میں آتا ہے، جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: من اخذ شبرا من ارض ظلما طوقه الله يوم القيامة من سبع ارضين (بخاری شریف ۱۳۲۸) جس نے ایک بالشت زمین بھی کسی کی ہڑپ لی تو اللہ قیامت کے دن سات تہہ زمین اس کے گلے میں لٹکائے گا۔

وہ حضرات بھی اس بات کا خیال رکھیں جو نماز کے اوقات میں خاص طور پر جمعہ کے دن اپنی گاڑیاں مساجد کے سامنے راستہ پر لگا دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہاں سے گزرنے والوں کو کافی دشواری ہوتی ہے، بعض لوگ بیچ راستہ میں ہی گاڑی لگا کر چلے جاتے ہیں ان لوگوں کو آپ ﷺ کے اس ارشاد سے ڈرنا چاہئے۔ حضرت سہل بن معاذ نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے راستہ میں ایک جگہ پڑاؤ کیا تو لوگوں نے خیمہ لگانے میں راستہ کی جگہ تنگ کردی اور عام گزرگاہ کو بھی نہ چھوڑا جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے اعلان کروایا کہ جو شخص خیمہ لگانے میں تنگی کرے یا راستہ میں خیمہ لگائے تو اس کا جہاد قبول نہیں ہے۔ (ابوداؤد شریف ۳۹۲۰) اس سے معلوم ہوا کہ جب آپ نے راستہ کا خیال نہ رکھنے والوں کے لیے جہاد جیسی عظیم عبادت کو رائیگاں قرار دیا ہے تو کیا جو لوگ راستہ میں گاڑی کھڑی کرکے نماز کے لیے جاتے ہیں ان کے لے غور کا مقام نہیں ہے کہ وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائیں۔

بقیہ فلسطین میں تیل اور گیس کا قدرتی ذخیرہ .... یہ علاقائی اور عالمی پانی کی سرحد کے قریب غزہ اور اسرائیل کے درمیان واقع ہے۔ برطانیہ کی گیس پروڈکشن کمپنی کی رپورٹ کے مطابق غزہ میں دونوں ذخیروں میں ایک کھرب مکعب فٹ گیس موجود ہے۔ عالمی کنٹریکٹر یونین کے اندازوں کے مطابق غزہ کی پٹی میں موجود تیل وگیس فیلڈ میں 1.4 ارب مکعب فٹ گیس تاہم اس یہ گیس فلسطینیوں کے لیے آئندہ پندرہ سال سے زاید ضرورت کے لیے کافی نہیں۔

فلسطینی سرمایہ کاری اور وسائل: مڈل ایسٹ آئی کی رپورٹ کے مطابق فلسطین اور اسرائیل کے درمیان معاہدے کی صورت میں فلسطینی سمندر میں موجود تیل اور گیس کے ذخائر کے لیے 6600 کلومیٹر کے علاقے کا مطالبہ کریں گے۔ گویا اس وقت فلسطینیوں کے پاس موجود قدرتی وسائل کے علاقے کا پانچ گنا زیادہ علاقے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ رپورٹ کے مطابق اس وقت فلسطینیوں کے پاس بحر متوسط سے لیوی ئیتھن گیس فیلڈ تک 200 میل کا علاقہ ہے۔ اس علاقے میں گیس کی مقدار پڑوسی ملکوں کی گیس کی مقدار سے چھ گنا زیادہ ہے۔ 'ماری بی' نامی فیلڈ میں اسرائیل نے 2012ء میں گیس اور تیل کے اخراج کے لیے پرمٹ جاری کیے گئے تھے۔ فلسطین-اسرائیل معاہدے کی صورت میں یہ فیلڈ فلسطینیوں کو واپس کی جاسکتی ہے۔ ماری بی گیس فیلڈ میں گیس کی مقدار فلسطینیوں کے لیے پندرہ سال کے لیے کافی ہوگی۔ یہاں پر گیس کی مقدار ڈیڑھ کھب مکعب فٹ لگائی گئی ہے۔ گذشتہ 14 سال سے ساحل غزہ پر مذکورہ گیس فیلڈ میں سرمایہ کاری فلسطینیوں کا اہم خواب ہے، اگر اس گیس فیلڈ سے گیس کا اخراج شروع ہوتا ہے تو غزہ کی پٹی کے عوام کی زندگی بدل جائے گی، ابھی تک فلسطینیوں نے عالمی عدالت انصاف میں سرکاری سطح پر اپنے آبی حقوق اور قدرتی وسائل کے حوالے سے کوئی درخواست نہیں دی، حالانکہ فلسطین سن 2012ء سے عالمی عدالت انصاف کا رکن اور اقوام متحدہ کا غیر مبصر رکن ہے، فلسطینی تجزیہ نگار اور عالمی بنک کے مشیر ممدوح سلامہ کا کہنا ہے کہ فلسطینی اتھارٹی اقوام متحدہ میں 150 ممالک کی طرف سے تسلیم کیے جانے کے بعد آبی اور قدرتی وسائل کے حقوق کا مطالبہ کرسکتی ہے، فلسطینی اتھارٹی عالمی برادری اور اقوام متحدہ کے ساتھ مل کر اسرائیل پر اپنے یہ مطالبات منوا سکتی ہے۔

اور کتنی زینبیں سماجی وسیاسی زبوں حالی کی بھینٹ چڑھیں گی؟

عصمت دری کے بعد قتل کردی گئی آٹھ سالہ زینب کی میت دفنادی گئی ہے۔ بیس کروڑ سے زائد کی آبادی والے اس ملک (پاکستان) میں ایسا جرم پہلی بار نہیں ہوا۔ ارباب اقتدار اور سیاستدانوں کا ضمیر کب کا دفن ہوچکا۔ ہر تھوڑے دنوں بعد ایک نہ ایک معصوم کی لاش یہ کہہ کر دفنادی جاتی ہے کہ "پورا ملک اور قوم سکتے میں ہے"۔ حکومت متاثرہ خاندان سے وعدہ کرتی ہے کہ مجرم کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا، اور والدین صبر کرکے بیٹھ جاتے ہیں۔ قصور شہر کی رہائشی آٹھ سالہ زینب تو پانچ روز تک لاپتہ رہی۔ وحشیانہ اور درندہ صفت سلوک کا نشانہ بنا کر اس نازک سی کلی کو مسل دینے والے مجرم کو بے نقاب کرکے اُسے سزا دینے کا مطالبہ کرنے والوں پر گولی چلائی گئی اور اس فائرنگ میں مزید جانیں ضائع ہوئیں۔ زینب کی تدفین کے فوراً بعد وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف قصور پہنچے اور مقتولہ کے اہل خانہ سے تعزیت کرتے ہوئے مجرموں کی جلد گرفتاری کا یقین دلایا۔ کوئی شہباز شریف صاحب سے یہ تو پوچھے کہ پنجاب میں کیا ایسا پہلی بار ہوا ہے؟ انہوں نے زینب کے والدین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا: "جب تک میں آپ کو انصاف نہیں دلواتا، میں سکون سے نہیں بیٹھوں گا اور یہ میرا فرض ہے۔" کیا یہ بیان بہت مضحکہ خیز اور معیوب نہیں؟ وزیراعلیٰ پنجاب کو اپنے فرائض کا احساس زینب کے ساتھ ہونے والے غیر انسانی سلوک پر مظاہروں کی آگ بھڑکنے کے بعد ہی کیوں ہوا؟ آٹھ سالہ زینب اپنے والدین کے آنگن کو ہمیشہ کے لیے ویران تو کرگئی مگر اس کے وحشیانہ قتل کے بعد تمام تر سیاسی جماعتوں کو ایک دوسرے کے خلاف "پوائنٹ اسکور کرنے" کا بہترین موقع ہاتھ آگیا۔ قصور پولیس کا کہنا ہے کہ زینب کے ریپ اور قتل سے پہلے بھی کم عمر بچوں کے ساتھ جنسی تشدد اور انہیں قتل کردینے کے متعدد واقعات رونما ہوچکے ہیں، اور ان سب جرائم کے پیچھے ایک ہی مجرم کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ قریب دو سو پولیس افسران اس مجرم کی تلاش میں ہیں۔ قصور پولیس کے مطابق اب تک سی سی ٹی وی کی تیرہ فوٹیج حاصل کی جاچکی ہیں تاہم زینب کے قاتل کی حتمی نشاندہی نہیں ہوسکی۔ بچوں کے تحفظ کے لیے سرگرم این جی او ساحل کے مطابق جولائی ۲۰۱۶ء میں شائع کی گئی ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا تھا کہ گذشتہ برس پاکستان میں روزانہ ۱۰/ بچوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ تب سے اب تک پاکستان میں ایسے ۳۲۷۸/ جرائم رپورٹ کیے گئے۔ اس غیر سرکاری تنظیم کے اندازوں کے مطابق ۲۰۱۴ء کے مقابلہ بچوں کے جنسی استحصال کے واقعہ میں سات فیصد اضافہ ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام بے حس ہوگئی ہے، جب تک اس بے حسی سے پردہ نہیں ہٹے گا، ہر بار کسی نہ کسی زینب کو اپنی عصمت وجان کی قربانی دینی پڑے گی!!!

اعلان مفقود الخبری

● **مقدمہ نمبر ۱۲۸/۲۲۸۵۲/۳۸ھ** افسانہ خاتون بنت محمد وصی احمد مرحوم مقام اولڈ کریم گنج مسجد گلی روڈ نمبر ۲، گلی نمبر ۳، ضلع گیا۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد شاہد ولد محمد سلیمان مرحوم مقام جلوہ باغ نزد مکہ مسجد ڈاکخانہ وتھانہ کوڈرما ضلع کوڈرما۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف ساڑھے تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی وجہ سے مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں نکاح فسخ کئے جانے کا مقدمہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۵/ جمادی الاخری ۳۹ھ مطابق ۲۱/ فروری ۲۰۱۸ء روز بدھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت نو بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● **مقدمہ نمبر ۱/۳۹۲/۳۹ھ** (متدائرہ دارالقضاء مدرسہ شمسیہ گرگاواں ضلع گڈا) بی بی آسمین بنت محمد شیخ عابد مقام مانگڑھ ڈاکخانہ قصبہ وایا وتھانہ مہرما ضلع گڈا۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد اسلم ولد محمد کلیم الدین مرحوم مقام کٹھا، ڈاکخانہ رپوس پور، تھانہ کورا، ضلع کٹیہار۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ بی بی آسمین نے آپ مدعا علیہ کے خلاف دارالقضاء مدرسہ شمسیہ گرگاواں ضلع گڈا میں ایک سال سے نان ونفقہ اور حق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا مقدمہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہو مورخہ ۵/ جمادی الاخری ۳۹ھ مطابق ۲۱/ فروری ۲۰۱۸ء روز بدھ کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکورہ پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کردیا جائے گا۔ فقط۔ قاضی شریعت

جلد نمبر 66/56 شمارہ نمبر 3 پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفیسٹ پریس دریاپور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا۔

WEEK ENDING 15/01/2018

فون نمبر 2555351,2555014,2555668 فیکس 0612-2555280

Web. www.imaratshariah.com, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE **NAQUEEB** WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

مسلک پتہ چلا جو مسافر کی لاش کا
چپ چاپ آدھی بھیڑ گھروں کو چلی گئی
(نامعلوم)

فلسطین میں تیل اور گیس کا قدرتی ذخیرہ

آیہ شمعہ

فلسطین نہ صرف ایک تاریخی اور کئی تہذیبوں کا گہوارہ سمجھا جانے والا ملک ہے؛ بلکہ اس کی مٹی اور پانی میں قدرت نے اپنے ایسے ایسے انمول قدرتی خزانے بھی چھپا رکھے ہیں، جو مفاد پرست اور غاصب صہیونی دشمن کی توجہ کا خاص مرکز ہیں، ان قدرتی وسائل میں تیل اور گیس کے بے پناہ ذخائر اور معدنیات شامل ہیں، مگر ان وسائل پر صہیونی ریاست قبضہ جمانے اور انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے لیے کوشاں ہے، تیل اور گیس کے اب تک سامنے آنے والے خام ذخائر کے اعتبار سے فلسطین کا شمار دنیا کے انتہائی قیمتی ممالک میں ہوتا ہے، دنیا بھر میں جیسے جیسے تیل اور گیس کی طلب اور اس کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے، فلسطین کے قدرتی وسائل کی لوٹ مار اور فلسطینی قوم کو اس سے قدرتی خزانے سے محروم کرنے کی سازشیں اتنی ہی تیز تر ہو رہی ہیں، اپنے ملک کے ان بیش قیمت قدرتی خزانوں سے مظلوم فلسطینی قوم فائدہ اٹھانے سے اس لیے قاصر ہے، نہ یہ تمام وسائل نہ صرف فلسطینیوں کی پہنچ سے دور ہیں؛ بلکہ صہیونی ریاست ان پر قبضہ کرنے کی سازشیں جاری رکھے ہوئے ہے۔ ماہرین اقتصادیات بتاتے ہیں ارض فلسطین میں موجود تیل اور گیس کے قدرتی ذخائر کا اگر استعمال کیا جائے تو نہ صرف یہ ذخائر صدیوں تک فلسطینیوں کے لیے کفایت کرتے ہیں؛ بلکہ آس پڑوس کے ممالک کی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی ہیں، اقتصادی اور ارضیاتی ماہرین کے لگائے گئے تخمینوں اور تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین کے 1000 سے 6000 ہزار مربع میٹر کے علاقے پر تیل اور گیس کا ذخیرہ موجود ہے، یہ وسائل زمینی درجہ حرارت میں 60 درجے سینٹی گریڈ سے لے کر 150 درجے سینٹی گریڈ تک ہیں، فلسطینی سمندر کی گہرائی اور سطح کے نیچے گیس کے غیر معمولی درجہ حرارت کے وسیع تر ذخائر کا پتہ چلا ہے، فلسطین کا ساحلی علاقہ تیل اور گیس کے وسائل کے اعتبار سے زخیر قرار دیا گیا ہے، سنہ 1930ء کے بعد اس علاقے میں کئی عالمی فرموں نے سروے کیے اور یہ ثابت کیا ہے کہ فلسطینی ساحل اور سمندر کی سطح کے نیچے تیل اور قدرتی گیس کے نہ ختم ہونے والے ذخائر موجود ہیں۔ مرکز اطلاعات فلسطین نے اپنی ایک تحقیقی رپورٹ میں قدرت کے اس بے بہا خزانے اور پر دشمن کے غاصبانہ تسلط سے اسے لاحق خطرات پر روشنی ڈالی ہے۔

گیس کا بیش بہا خزانہ: امریکی ارضیاتی سروے کرنے والی ایجنسی 'یو ایس جیولاجیکل سروے' کے مطابق فلسطین میں 'فاسل انرجی' کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں، ایجنسی کی جانب سے سن 2010ء میں ایک تفصیلی رپورٹ میں مشرق وسطیٰ کا سب سے بڑا گیس کا ذخیرہ قرار دیا گیا تھا۔ مشرق وسطیٰ میں گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ: ماہرین کا کہنا ہے کہ بحر متوسط پر خشکی کے علاقے میں 83 ہزار مربع کلو میٹر کے علاقے پر گیس کے وسیع ذخائر موجود ہیں، یہ ذخیرہ فلسطین کے شمال میں طرطوس، شمال مغرب میں آبی پہاڑی سلسلے تک پھیلا ہوا ہے، جبکہ مشرق میں اس کی سرحد ایشیائی اور افریقی ساحل سے ملتی ہیں، اس ذخیرے کے جنوب میں جزیرہ سینا کا علاقہ آتا ہے، امریکی توانائی ایجنسی کے اندازوں کے مطابق مذکورہ گیس کے ذخیرے میں اندازا 7/ارب ایک کروڑ بیرل تیل اور 1/کھرب 22/ارب اسکوائر فٹ گیس کے محفوظ ذخائر ہیں، یوں یہ تیل اور گیس کا سب سے بڑا قدرتی ذخیرہ ہے۔ مشرق وسطیٰ میں تیل اور گیس کے قدرتی وسائل: امریکی ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق مجموعی طور پر مشرق وسطیٰ میں 40 ارب 83 کروڑ سے 8.3 کھرب بیرل تیل، جب کہ 1.55 کھرب اسکوائر فٹ سے 3.227 اسکوائر فٹ گیس کے ذخائر کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ تیل اور گیس کی پیداوار: اس وقت فلسطین کے جنوبی ساحل، عسقلان کے کھنڈرات سے تیل اور گیس نکالا جا رہا ہے، سنہ 1940ء کے عشرے میں البریر کے شمال میں ایک کلو میٹر کی دوری پر تیل کے ذخائر کا پتہ چلا تھا، یہ انکشاف اس وقت عراق کی ایک آئل کمپنی کی جانب سے کیا گیا تھا، یہاں سے تیل کا اخراج جاری ہے، اس کے علاوہ بحر مردار کے جنوب مشرق میں عراد کے مقام سے بھی تیل اور گیس نکالا جا رہا ہے، چونکہ ان علاقوں پر صہیونی ریاست کا غاصبانہ تسلط قائم ہے؛ اس لیے یہاں سے تیل اور گیس کا اخراج اور اس کا استعمال بھی صہیونی ریاست ہی کر رہی ہے۔ فلسطین میں اہم ترین گیس فیلڈ: ارض فلسطین میں قدرتی گیس کے کئی فیلڈ موجود ہیں، ان میں زیادہ مشہور درج ذیل ہیں۔

نوح فیلڈ: نوح گیس فیلڈ غزہ کے ساحل پر واقع ہے، سن 2012ء میں یہاں سے گیس کا اخراج شروع کیا گیا تھا، یہ فیلڈ سطح سمندر سے 779 میٹر گہرا ہے۔

ماری فیلڈ: ماری گیس فیلڈ بھی غزہ کے ساحل بالخصوص نوح فیلڈ کے مشرق کی سمت میں واقع ہے، یہاں سے گیس کی پیداوار کا تخمینہ 1.1 ٹرین مکعب فٹ لگایا گیا ہے۔

تمر فیلڈ: تمر گیس فیلڈ حیفا شہر سے 80 کلو میٹر کی مسافت پر سطح سمندر سے 1700 میٹر گہرائی میں واقع ہے، اس کا انکشاف 2009ء میں ہوا تھا، مگر اس سے گیس کی اخراج کا آغاز 2013ء میں کیا گیا، اس کے مجموعی ذخیرے کا اندازہ 8 کھرب 4 ارب مکعب فٹ لگایا گیا ہے، اسرائیل نے یہاں پر گیس کے منصوبوں کے لیے قبرص اور جنوبی کوریا کو بھی شامل کر رکھا ہے۔

لیوی تھن فیلڈ: یہ گیس فیلڈ بحر متوسط کے مشرق میں حیفا شہر سے 130 کلو میٹر کی مسافت پر واقع ہے، صہیونی ریاست نے اس گیس فیلڈ کے لیے کئی کمپنیوں کو ٹھیکدے دیئے ہیں، قانونی طور پر یہ علاقہ مصر کے اکنامک ریجن کا حصہ ہے، اس گیس فیلڈ میں گیس کے کل ذخائر کا تخمینہ 18 کھرب معکب فٹ لگایا گیا ہے۔

ڈالیٹ فیلڈ: ڈالیٹ فیلڈ اسرائیل کے زیر تسلط سرسبز فلسطینی علاقے سے 60 کلو میٹر کی مسافت پر ہے، جس میں گیس کے ذخائر کی مقدار 0.53 ارب مکعب فٹ بتائی گئی ہے۔

سارہ اور میرا فیلڈ: یہ گیس فیلڈ سرائیل کے مغربی علاقے ناتانیا کے قریب ہے، جس میں گیس کے ذخائر کا اندازہ 6.5 ارب مکعب فٹ لگایا گیا ہے۔

تانین فیلڈ: اسرائیل کے ساحل سے 120 کلو میٹر دور واقع تانین فیلڈ کا انکشاف 2012ء میں لگایا گیا تھا، اس میں گیس کے ذخائر کا تخمینہ 1.1 کھرب مکعب فٹ بتایا گیا ہے۔

ڈولفن فیلڈ: یہ فیلڈ حیفا کے ساحل سے 110 کلو میٹر کی مسافت پر ہے، جس میں گیس کے ذخائر 550 ارب مکعب فٹ بتائے گئے ہیں۔

میرین فیلڈ: میرین گیس فیلڈ غزہ کے ساحل سے 36 کلو میٹر دور ہے، اس کا انکشاف 2000 میں کیا گیا، اس میں گیس کے ذخائر کا تخمینہ 1.4 ٹرین مکعب فٹ لگایا گیا ہے، اس گیس فیلڈ میں موجود گیس نہ صرف پورے فلسطین کے لیے کفایت کر سکتی ہے؛ بلکہ فلسطینی اسے فروخت بھی کر سکتے ہیں، فلسطینیوں اور اسرائیل کے درمیان جاری تنازع کے باعث اس گیس فیلڈ پر کام شروع نہیں کیا سکا ہے۔

گیس کی لوٹ مار: صہیونی ریاست نے سن 1970 میں مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں گیس اور تیل کے حصول کے لیے خفیہ کھدائیوں کا کام شروع کیا، سن 1993ء میں فلسطینیوں اور اسرائیل کے درمیان طے پانے والے اوسلو معاہدے کے بعد ان کھدائیوں کا کام اعلانیہ اور تیز کر دیا گیا، اسرائیل کی دو آئل پروڈکشن کمپنیوں نے وسطی غرب اردن کے بالمقابل راس العین، طولکرم، مرج بن عامر اور وادی اردن کے شمال میں تیل کی کھدائیاں شروع کیں، جنگی بنیادوں پر کی گئی کھدائیوں کے دوران قدرتی تیل اور گیس کے وسیع تر ذخائر کا انکشاف ہوا۔ ایک اندازے کے مطابق صہیونی ریاست نے فلسطینی علاقوں میں کھدائیوں کے دوران 83 ہزار کلو میٹر کے علاقے پر گیس اور تیل کا پتہ چلا۔ تیل اور گیس کا یہ ذخیرہ فلطسطین کے موجودہ رقبے سے تین گنا زیادہ ہے، ان کھدائیوں سے پتا چلا کہ فلسطین میں 1 کھرب 22 ارب فٹ قدرتی گیس موجود ہے۔ یہ پوری دنیا میں گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے، جب کہ تیل کے کل ذخائر 7.1 ارب بیرل بتائے گئے، مصر کے علاقائی اقتصادی آبی علاقے کے مغرب میں ڈیلٹا تیل اور گیس فیلڈ میں اندازا 2 لاکھ 50 ہزار مربع کلو میٹر کے علاقے پر تیل اور گیس ہے۔ انداز گیس کی محفوظ مقدار 2 کھرب 23 ارب فٹ اور تیل کے ذخائر کی 8.1 کھرب بیرل ہے۔ علاقائی اقتصادی معاہدوں کے تحت گیس اور تیل کے ذخائر پر فلسطین، مصر، اردن اور اسرائیل کا مشترکہ حق تسلیم کیا گیا۔ خیال رہے کہ اسرائیل نے مشرق وسطیی کے اس وسیع گیس فیلڈ میں سنہ 1990ء سے گیس اور تیل کی پیداوار بڑھا دی تھی، سن 1990ء میں 12 ارب فٹ گیس جب کہ سن 2014ء میں اس میں 2 ارب 65 کروڑ فٹ گیس میں اضافہ کر دیا گیا تھا۔

مجد فیلڈ: مجد فیلڈ فلسطین کے 'رنتیس' کے علاقے میں واقع ہے، سن 2014ء میں اس فیلڈ سے تیل کی پیداوار 14 ملین بیرل سالانہ تھی، سن 2011ء سے مسلسل اس فیلڈ سے تیل کا اخراج جاری ہے، یہ آئل فیڈ سن 1949ء میں قائم کردہ فائر بندی لائن کے مغرب میں واقع ہے، جیولوجیکل سروے کے مطابق یہ دریائے اردن کے مغربی کنارے کے مشرق میں واقع ہے، اس میں ریزرو تیل کی مقدار پٹرول کی شکل میں ڈیڑھ ارب بیرل لگائی ہے، جب کہ یہاں پر گیس کی مقدار 1 ارب 82 معکب فٹ بتائی گئی ہے، زیر زمین پٹرول کا فلسطین میں یہ سب سے بڑا ذخیرہ ہے، اس علاقے پر اسرائیل نے سن 1967ء کی جنگ میں اسرائیل نے قبضہ کیا تھا۔ اسرائیل نے اس علاقے میں تیل کی تلاش کا کام بھی عرب۔ اسرائیل جنگ کے بعد شروع کر دیا تھا۔ جغرافیائی اعتبار سے یہ فیلڈ گرین لائن کے ساتھ رام اللہ اور قلقیلیہ تک پھیلا ہوا ہے۔ رنتیس کا علاقہ قدرتی وسائل بالخصوص معدنیات اور تیل و گیس کے وسائل سے مالا مال ہے۔ اس علاقے میں 600 سے 700 مربع کلو میٹر کے علاقے پر گیس اور تیل کے وسائل کا پتا چلا ہے۔ یہاں پر خام تیل کی محفوظ مقدار 1.5 ارب بیرل جب کہ گیس کی 1 ارب 82 کروڑ مکعب فٹ ہے۔ اس کی مجموعی قیمت 1 کھرب 55 ارب ڈالر سے زیادہ ہے۔ اسرائیلی حکومت نے اس علاقے میں 40 کنوئیں کھود رکھے ہیں، جہاں سے تیل اور گیس کا ایک ساتھ اخراج جاری ہے جب کہ بقیہ کنوؤں سے صرف تیل نکالا جا رہا ہے۔ غزہ کی پٹی کے علاقے میں دو گیس فیلڈ واقع ہیں۔ ایک بحری گیس فیلڈ کا ذخیرہ ہے جو سطح سمندر سے 603 میٹر گہرائی میں ہے۔ یہ ذخیرہ شہر کے مغرب میں 36 کلو میٹر کی دوری پر ہے۔ دوسرا ذخیرہ اپنی وسعت کے اعتبار سے چھوٹا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)